لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر
ملک غلام فرید ایم اے

جلد ۳۷ صفر المظفر ۱۳۵۷ ہجری اپریل ۱۹۳۸ء

فہرست مضامین

خدا کے جمال اور جلال کا ایک چمکتا ہوا نشان
ڈاکٹر بدر الدین صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کراچی
صفحہ ۱ — ۲۶

ختم نبوت کے متعلق غیر احمدی علماء کے اہم اعتراضات کے جوابات
مولوی غلام احمد صاحب مجاہد پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان
صفحہ ۲۷ — ۱۸

Digitized by Khilafat Library

ہندمیں تین روپیہ سالانہ

معمولی طلبا اور غیر احمدیوں سے ۲ روپے

بیرون ہند تین روپیہ آٹھ آنہ

نبوت کی پیشگوئی کی گئی ہے ان کے خلاف وہ معنی ہیں جو غیر احمدی زعماء کرتے ہیں۔
سوئم وہ معنی بزرگان سلف میں سے محققین و علماء روحانیین کے بیان کردہ معانی کے خلاف ہیں۔

چہارم وہ معنی خاتم النبیین والی آیت کے سیاق و سباق کے خلاف ہیں۔
پنجم۔ ائمہ لغت کا اپنا اقرار ہے کہ غیر احمدی زعماء کے بیان کردہ معانی تاویلی ہیں۔
ششم کہ ائمہ لغت نے خاتم کے معنی جو بیان کئے ہیں وہ محض اعتقادی ہیں زبان عرب میں سے اُن معنی کی قطعاً کوئی سند نہیں ملتی بلکہ برخلاف اس کے اُنہی معنوں کی سند (بلحاظ محاورہ زبان کے) ملتی ہے جو معنی احمدی جماعت بیان کرتی ہے بلکہ اس پر طرّہ یہ ہے کہ مخالفین نے اپنی کلام میں خاتم کے لفظ کو انہی معنوں میں محاورةً استعمال کیا ہے۔
پس ایسے صریح اور واضح دلائل کی روشنی میں غیر احمدی زعماء کا اپنے غلط معنی کی رٹ لگانا محض ہٹ دھرمی ہے۔ (باقی باقی)

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے جلال اور جمال کا ایک چمکتا ہوا نشان

مرزا احمد بیگ صاحب والی پیشگوئی

Digitized by Khilafat Library

(از قلم جناب ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس۔کراچی)

فصل اوّل

تمہیدی طور پر ایک وسوسہ کا ازالہ

فرستادۂ الٰہی مسیح موعود علیہ و علیٰ مطاعہ محمد الصلوٰۃ والسلام کے یاوہ گو مخالفین خدائے ذو الجلال والجمال کے اس نشان کو جو مرزا احمد بیگ اور ان کے خاندان سے متعلق ہے طنزاً "نکاح آسمانی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ مگر نادانوں کو معلوم نہیں کہ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے سارے نکاح ہمیشہ آسمانی ہی ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی زندگی کے تمام کام حتیٰ کہ کھانا پینا پہننا وغیرہ اور ہر حرکت اور ہر سکون آسمانی ہی ہوتی ہے۔ ہمارے سیّد و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نکاح کئے اور ایک سے زائد کئے مگر ان میں سے ہر نکاح آسمانی ہی تھا جبھی تو بادشاہ آسمانی ہمارے محمدؐ کی زبانی آپؐ کا پاکیزہ اندرونہ یوں ظاہر فرماتا ہے:۔ اِنَّ ..... مَحْیَایَ ..... لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فرمایا میری زندگی کے تمام کام آسمانی اشارے سے ہی ہیں۔ مگر جو لوگ معشوقِ آسمانی کی محبت سے خود بے بہرہ ہوتے جن پر نفس پرستی اور دُنیا داری غالب ہوتی ہے جو اپنی ساری توجہ کے ساتھ "زمین" ہی کی طرف جھکے ہوتے ہیں[۱]۔ ایسے زمینی لوگوں کی نگہ میں یہ امر اچنبہ معلوم دیتا ہے کہ ہیں! کیا کوئی نکاح بھی آسمانی ہو سکتا ہے؟

صاف الفاظ میں تو نہیں مگر مرزا احمد بیگ والے نشان کا تذکرہ کرتے ہوئے بین السطور انداز سے یہ مخالف لوگ عوام کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں کہ بھلا نکاحوں شادیوں سے نیک آدمیوں کو کیا تعلق؟ یا یہ کہ بھلا کبھی کسی کو شادیوں اور بیویوں کے متعلق بھی الہام ہوا ہے؟ مگر جاہلوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ خود

[۱] قرآن کریم میں ایک فاسق انسان کے متعلق آیا ہے واخلد الی الارض وہ زمین کی طرف جھک گیا۔

ہمارے سیدو مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والے الہام یعنی قرآن کریم میں لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ کا فقرہ وارد ہے جس میں یہ پیشگوئی ہے کہ مومنوں کے لئے جنّت میں پاک بیویاں ہونگی۔ یا شاید قرآن کریم میں بیویوں کے متعلق الہام پاکر اپنے منکرانہ تعجب کے باعث اسلام ہی سے انکار کی تیاری ہو رہی ہو۔ اور یہ امر بھی تو کہیں انکی حیرانی کا موجب نہیں ہورہا کہ خدا کا برگزیدہ رسول ہمارا آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نکاح پر کیوں اسقدر زور دیتا اور ارشاد فرماتا ہے کہ النکاح من سُنّتی فمن رغب عن سُنّتی فلیس منی۔ یعنی نکاح کرنا میری سُنّت ہے۔ پس جو شخص میری سُنّت سے بے رغبتی کرتا ہے اس کا میرے ساتھ کیا تعلق ؟" مگر ان منکروں کو ہمارے نبی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مقابلہ میں شاید وہ مولوی زیادہ پسند آگئے ہیں جو بغیر شادی کے عمر گذار کر لوگوں کے منہ سے اپنی تعریف یوں سُنکر خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو جی ہمارے مولوی صاحب کیسے نیک ہیں کہ انہوں نے ساری عمر شادی کا نام تک نہیں لیا ۔

ان لوگوں کو شبہ یہ ہے کہ نکاح کے متعلق الہام ہونا نیکی روحانیت اور نبوّت کے منافی ہے۔ اس طرح سے کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوّت بھی ان پر مشتبہ تو نہیں ہو رہی ؟ کیونکہ جبریل کی وساطت سے ریشمی رومال پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر دکھائی جاکر ہمارے آقا صلعم کے نکاح کے متعلق بھی تو الہامی اور آسمانی کارروائی ہی ہوئی تھی۔ اور خود مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح کا تذکرہ بھی ہمارے سیدو مولیٰ صلعم کے الہام میں موجود ہے جو فرمایا۔ یتزوج ۔

مگر نہیں۔ ان لوگوں کو اصرار ہے کہ نکاح اور شادی کا الہام تو آسمان سے ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ شادی کی پیشگوئی کروانے کا موجب تو ہمیشہ نفس کا افترا یا شیطان کا القاء ہی ہو سکتا ہے۔ مگر فرستادۂ خدا مسیح موعود علیہ السلام پر وارد کرتے ہیں جو شاہِ دو جہاں ہمارے سیدو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بھی جاکر پڑتا ہے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق حضور صلعم کو آسمان سے ہی الہام ہوا تھا کہ "زَوَّجْنَاكَهَا" یعنی اے نبی۔ ہم نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا ہے ۔ انہی لوگوں کے بھائی بند تھے وہ "زمینی" اور منافق لوگ جنہوں نے اسی قسم کے وسوسے میں مبتلا ہو کر سیدنا افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بھی الزام تھوپ دیا تھا کہ (معاذ اللہ) حضور صلعم زینب رضی اللہ عنہا کی خوبصورتی پر فریفتہ ہو گئے تھے۔ اور تعجّب کہ بعض تفسیروں والوں نے بھی ایسا ہی لکھدیا۔[1] اور اسی زمینی اور شیطانی رنگ میں رنگے ہوئے وہ مخالفینِ اسلام بھی ہیں جن کو بھی بعینہٖ یہی شبہ ہے کہ نکاح شادی کے متعلق بھلا الہام ہو ہی کیونکر سکتا ہے! ہو نہ ہو (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے زینب رضی اللہ عنہا کی طرف دل کا میلان پاکر اپنے مفید مطلب وحی خود ہی بنالی ہوگی (نعوذ باللہ من ذالک)

[1] حوالہ بیضاوی زیر آیت امسک علیک زوجک و کمالین برحاشیہ جلالین.

ان لوگوں کو نکاح کے متعلق الہام ہونے پر تعجب ہو رہا ہے۔ مگر ہمارے بادشاہ محمد صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلّم کا تو یہ فرمان ہے کہ ہر مومن کو چاہیئے کہ نکاح سے قبل اس کے متعلق خدا سے الہام حاصل کرے۔ فرمایا نکاح سے قبل استخارہ کرلیا کرو تا بذریعہ خواب یا الہام مولیٰ کریم تم پر اس نکاح کا بابرکت ہونا یا نہ ہونا ظاہر فرمادے۔ گویا سب مومنوں کا نکاح آسمانی ہی ہونا چاہیئے۔ مگر جب ایمانی اور آسمانی علوم سے کوئی مَس ہی نہ ہو اور سارا مبلغ علم ہنسی اور ٹھٹھے کی "زمینی" جہالتوں[1] تک ہی محدود ہو تو کیا اچنبہ کہ انہیں "آسمانی" امور قابل تعجّب ہی دکھائی دیں۔ اگر یہ مُنکر لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں ہوتے تو انکی آنکھ میں ہمارے آقا کا وہ نکاح قابل تعجّب ہی ٹھیرتا جو حضورؐ نے خدیجہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اما شعرت ان اللّٰہ زوجنی مریم بنت عمران وکلثوم اخت موسیٰ وامرأۃ فرعون[2]۔ فرمایا۔ اے خدیجہؓ تجھے معلوم ہے کہ اللہ نے آسمان پر میرا نکاح مریم بنت عمران اور کلثوم موسیٰؑ کی بہن اور فرعون کی بیوی کے ساتھ کردیا ہے۔ قالت ھنیئًا لک یا رسول اللّٰہ۔ خدیجہؓ نے عرض کیا۔ مبارک ہو آپؐ کو یا رسول اللہؐ (دیکھو تفسیر فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۹۹) مگر الہام میں نکاح کا تذکرہ یا نکاح کے آسمانی ہونے میں حقیقتاً کوئی ایسا امر نہیں ہے جس پر منکرانہ تعجّب کا اظہار کیا جائے۔ بلکہ انبیاءؑ کے کاموں کا ہی ذزمینی نفسی پستیوں سے بالا اور آسمانی ہونا ہی قلب سلیم کیلئے ازدیاد ایمان اور ترقی عرفان کا موجب ہوتا ہے ؎

فصل دوم

مدعیٔ الہام کی نیکی۔ پاکیزگی اور سچائی کے پرکھنے کیلئے دو صحیح معیار

حقیقت یہ ہے کہ مدعی الہام کی سچائی نیکی اور پاکیزگی کے پرکھنے کا معیار یہ نہیں کہ وہ شادی نہ کرے یا اگر کرے بھی تو ایک سے زائد شادی نہ کرے یا یہ کہ اس کو شادی نکاح کے متعلق الہام نہ ہو (کیونکہ یہ تینوں امور تو آقا صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلّم میں بھی پائے جاتے ہیں اور ان سب کے باوجود آپؐ نیک ہیں بلکہ پہلے اور پچھلے تمام آدمزادوں سے بڑھکر نیک ہیں) بلکہ نیکی اور پاکیزگی کے پرکھنے کیلئے عند القرآن وعند العقل اصل معیار دو ہیں:-

۱- اوّل یہ کہ مدعیٔ الہام کی زندگی عفت پاکیزگی و پرہیزگاری میں گذری ہے یا کہ اس کے برعکس ؎

۲- دوم یہ کہ الہامی پیشگوئی بطور امر واقعہ کے پوری ہوگئی یا نہیں۔ کہ اس کا پورا ہوجانا ملہم کے من جانب اللہ اور پاکباز انسان ہونے پر یقینی دلالت کریگا ؎

ہم ان دونو معیاروں کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ذات پر چسپاں کرکے دیکھیں گے:-

۱- معیار اوّل:- دعویٰ نبوّت کے بعد تو تعصّب کی وجہ سے ہر نبی پر لوگ الزام دیتے ہی چلے آئے ہیں۔ مگر دعوائے نبوّت سے قبل ۴۰ سالہ زندگی کے متعلق تمام مخالف و موافق متفق ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی

---

[1] پہلے پارہ میں آیا ہے کہ ٹھٹھا ہنسی کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ اتتخذنا ھزوا۔ قال اعوذ باللّٰہ ان اکون من الجاھلین۔ (پ ۱ ع ۸)

[2] فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۱۰۱

نہایت عفت پاکیزگی و پرہیز گاری کی زندگی تھی۔ اسی پاکیزگی اور پرہیز گاری ہی کے صدقے حضورؑ کے وجود باجود میں وہ جذب تھا کہ اختلافِ مذہب کے باوجود قادیان کے چیدہ چیدہ آریہ اکثر حلِ مشکلات کیلئے دُعا کرانے کی غرض سے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتے تھے۔ سیالکوٹ میں پادری ٹیلر کے ساتھ اکثر آپؑ کی مباحثانہ گفتگو رہتی مگر وہ بھی آپؑ کی پاکیزگی اور نورانیت سے اس قدر متأثر تھا کہ ولایت کو روانگی سے قبل آپؑ سے ملنے کیلئے خود چل کر کچہری میں آیا۔ ایڈیٹر زمیندار مولوی ظفر علی کے والد صاحب مولوی سراج الدین باوجود مخالف ہونے کے ذاتی واقفیت کی بناء پر شہادت دیتے ہیں کہ:۔

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اسوقت آپکی عمر ۲۲۔۲۳ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔" (زمیندار ۸ جون ۱۹۰۸ء صٓ)

مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی جو سلسلہ احمدیہ کے اشد ترین مخالفین میں سے ہیں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ دعوئ نبوت سے قبل حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی اس قدر پاکیزہ اور ولیوں جیسی تھی کہ:۔

"ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷۔۱۸ سال کی تھی مَیں بشوق زیارت بٹالہ سے پاپیادہ تن تنہا قادیان گیا۔" (رسالہ تاریخ مرزا صٓ۵۳)

Digitized by Khilafat Library

مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی جو حضورؑ کے خلاف فتوئ کفر شائع کرنے میں اوّل نمبر پر ہوئے اور جو حضورؑ کے "ہم وطن اور اوائل عمر میں ہم مکتب" رہ چکنے کے باعث آپؑ کی زندگی کے حالات سے ذاتی طور پر اور بخوبی واقف تھے یہ گواہی دی کہ "مؤلف براہین احمدیہ (یعنی حضرت مرزا صاحبؑ) مخالف و موافق کے تجربہ اور مشاہدہ کی رُو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیز گار اور صداقت شعار ہیں" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۹)

غرض کہ مخالف لوگ بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی کی عفت پاکیزگی اور پرہیز گاری پر شاہد تھے۔

عاجز راقم کے والد صاحب بزرگوار خانصاحب منشی فرزند علی صاحب (جن کو فضلِ مولیٰ نے اوّل بطور مبلّغ انگلستان اور آج کل بحیثیت ناظر امور عامہ قادیان اسلام اور احمدیہ کی خدمت کیلئے قبول فرمایا ہے) بیان فرماتے ہیں کہ صداقتِ احمدیت کی تحقیقات میں مناسب مطالعہ کے بعد آخری مرحلہ انہیں یہ پیش آیا کہ (موافق کی شہادت تو تحقیقاتی رنگ میں مفید نہیں سمجھی جاسکتی) کوئی مخالف ایسا تلاش کیا جائے جس سے حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی کے حالات دریافت کئے جاسکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فضل ایسا ہُوا کہ سچ مچ ایک ایسے شخص سے انکی ملاقات ہوگئی جس نے شہادت دی کہ گو مَیں آپؑ کے دعوئ کا تو قائل نہیں مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی نہایت ہی صالح اور پاکیزہ گذری ہے۔ اور یہی شہادت بحمد اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب بزرگوار کی

ہدایت کا موجب ہو گئی ؛

اور حقیقتاً عقل سلیم اس معیار کی پختگی کو محسوس کئے بغیر رہ نہیں سکتی۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہو کہ بہ سال کی پختہ ادھیڑ عمر تک تو ایک شخص اعلیٰ درجہ کی پاکبازی اور عفت کی زندگی گذار چکا ہو اور پاکیزگی گویا اُسکی طبیعت کا جزو بن چکی ہو مگر بڑھاپے میں وہ یک لخت پلٹا کھا کر نعوذ باللہ ایک نفسانی آدمی بنجائے!!

اے سچائی کے طالبو! تم خدا کے پاکیزہ بندے کا چہرہ تو دیکھو۔ آسمانی حُسن و جمال اور عشق الٰہی کی کیسی نورانیت اسپر برس رہی ہے۔ ذرا خدا تعالیٰ کی محبت کا واسطہ دیکر اپنے دلوں سے پوچھو۔ کبھی نفسانی آدمیوں کے چہرے بھی یوں پاکیزگی کی تصویر ہؤا کرتے ہیں۔ اور قادیان کی بستی اور اُسکے ساکنین پر نگہ ڈالو۔ چاروں طرف محبوب آسمانی ہی کے عشق کا نشہ۔ اور مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لگائے ہوئے باغ کو تو دیکھو ہر پھول میں محمد عربی ہی کی خوشبو۔ اے سعید و! خدا تمھارے ساتھ ہو۔ تم درخت کو اس کے پھل سے پہچان لو ؛

اور اس قدر کھُلی کھُلی شہادتوں کے بعد بھلا کیونکر کوئی الزام خدا کے اس پاکیزہ بندے کی طرف منسوب کر سکتے ہو!!

۲۔ معیار دوم کے مطابق بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا احمد بیگ کے خاندان کے متعلق الہامی پیشگوئی نے بطور امر واقعہ پورا ہو کر حضرت مرزا صاحبؑ کے تقدس اور منجانب اللہ ہونے پر گواہی دے دی ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ کوئی نفسانی آدمی جھُوٹے طور پر کوئی الہام شائع کر دے مگر یہ کیونکر ہو سکے کہ وہ خدا کی تقدیر کو بھی اپنے منشاء کے مطابق جاری کر لے ؛

اور در اصل یہ نشان اس عظمت سے پورا ہؤا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے بعض دوسرے نشانات سے بھی اسکی وضاحت اور چمک بڑھ گئی ہے۔ دیکھئے لیکھرام آریہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف چھُری کی طرح زبان چلاتا تھا۔ سید الانبیاءؐ کے غلامؑ کے مقابل پر آکر الہامی پیشگوئی کے عین مطابق ہلاک ہؤا اور اسلام کی سچائی کا ایک زندہ اور رُعبناک نشان قائم ہؤا مگر لیکھرام کے خاندان کے لوگ آریہ کے آریہ ہی رہے۔ اسی طرح عبد اللہ آتھم عیسائی بھی ہمارے رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کے عوض میں آقائے نامدارؐ کے خادم مسیح موعودؑ کے بالمقابل الہامی پیشگوئی کے مطابق مر گیا مگر اُس کے خاندان کے افراد کو بھی احمدیت نصیب نہ ہوئی۔ پھر ڈوئی امریکہ والا جھُوٹا نبی اسلام کو صفحۂ دُنیا سے نیست و نابود کر دینے کا مدعی بھی خدا کے جاہ و جلال والے نبی محمد مصطفےٰؐ کے نائب و بروز مسیح موعودؑ کے مقابل پر بطور عظیم الشان نشان کے ہلاک ہؤا مگر صف دشمن کو چھوڑ کر اُسکے خاندان کے افراد اسلام کی فوج میں داخل نہ ہوئے.....

..... لیکن مرزا احمد بیگ کے خاندان میں ایک نشان ظاہر ہؤا اور ایسی قدرت نمائی اور رُعبناک تجلّی کے ساتھ ظاہر ہؤا کہ اس خاندان کے لوگ بصد عجز و نیاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں کھنچے چلے آئے۔

اب اے حق کے طالبو! کون کہہ سکتا ہے کہ یہ نشان پورا نہیں ہوا۔ کیا جو نشان پورا نہ ہوا ہو اُسکی یہی علامت ہوا کرتی ہے کہ جس خاندان سے وہ نشان متعلق ہو اُسکے افراد احمدی ہو جائیں؟ چنانچہ مندرجہ ذیل افراد اس خاندان کے اب تک احمدی ہو چکے ہیں:۔

(۱) عمر بی بی صاحبہ والدہ محمدی بیگم صاحبہ (۲) حرمت بی بی صاحبہ خالہ محمدی بیگم صاحبہ (۳) محمودہ بیگم صاحبہ مرحومہ ہمشیرہ محمدی بیگم صاحبہ (۴) عنایت بیگم صاحبہ ہمشیرہ محمدی بیگم صاحبہ (۵) مرزا اگل محمد صاحب ماموں زاد برادر محمدی بیگم صاحبہ (۶) خورشید بیگم صاحبہ ماموں زاد ہمشیرہ محمدی بیگم صاحبہ (۷) مرزا ارشد بیگ صاحب مرحوم بہنوئی محمدی بیگم صاحبہ (۸) مرزا اسحاق بیگ صاحب فرزند محمدی بیگم صاحبہ (۹) حفیظہ بیگم صاحبہ دُختر محمدی بیگم صاحبہ (۱۰) مرزا عبد السلام بیگ صاحب دُختر زادہ محمدی بیگم صاحبہ (۱۱) مرزا محمود بیگ صاحب برادر زادہ محمدی بیگم صاحبہ (۱۲) مرزا اجمل بیگ صاحب ہمشیرہ زادہ محمدی بیگم صاحبہ (۱۳) مرزا امجد بیگ صاحب ہمشیرہ زادہ محمدی بیگم صاحبہ (۱۴) مرزا احسن بیگ صاحب خالہ زادہ محمدی بیگم صاحبہ (۱۵) مرزا ضیاء اللہ بیگ صاحب داماد محمدی بیگم صاحبہ ؛

پس جبکہ مرزا احمد بیگ کے خاندان کے اپنے لوگ اقراری ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ تو اب اس نشان کی سچائی میں اور کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ تمام قہری تجلیات دیکھیں جو الہامی پیشگوئی کے مطابق اس خاندان پر وارد ہوئیں۔ بطور عینی گواہ کے یہ لوگ شاہد ہیں کہ مسیح موعودؑ کی سچائی کا ایک زبردست نشان انکے گھروں میں ظاہر ہوا۔ بطور عینی گواہ کے یہ لوگ شاہد ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب عینی گواہ سے بڑھ کر اور کس کی گواہی ہو سکتی ہے؟ اور پیشگوئی نے بطور امر واقعہ کے پورا ہو کر مخالفین کے اس تمام تانے بانے کو توڑ کر رکھدیا ہے جو وہ خدا کے ایک پاکباز اور صادق بندے کے خلاف بدظنی اور الزام تراشی کی صورت میں تیار کر رہے تھے۔ ہاں خدا کا مسیحؑ یقیناً ایک پاکباز ایک امین اور ایک نورانی انسان تھا جبھی تو خدا کی تقدیر بھی فعلی اور عملی طور پر اُسی کی تائید میں جاری ہوئی ؛

فصل سوم

اس امر کے بیان میں کہ پیشگوئی کن حالات میں اور کن اغراض کے تحت کیگئی تھی

جاننا چاہیئے کہ مرزا امام الدین مرزا نظام الدین مرزا کمال الدین (محمدی بیگم صاحبہ کے ماموں) اور مرزا احمد بیگ (محمدی بیگم صاحبہ کے والد) وغیرہم کسی غیر خاندان سے نہیں تھے بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام ہی کی برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر دُنیاداری کے رنگ میں پورے طور پر رنگین تھے۔ دین کی باتوں کے

ساتھ ٹھٹھا تمسخر کا مشغلہ رکھتے اور اسلام کے احکام کو بنظر استخفاف دیکھتے تھے۔ مذہب اور ایمان سے انہیں اس قدر بُعد تھا کہ خود شاہ دوجہاں ہمارے نبی کریم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں بھی گستاخی کو روا رکھتے تھے۔ الہام اور کلام الٰہی کو کچھ شئے نہ جانتے اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے منکر تھے۔ بلکہ اس قادر و مقتدر ہستی کو گالی تک دینے میں انہیں کوئی دریغ نہ تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی زبانی اسلام کی حقانیت اور خدائے حیّ و قیّوم کی قدرت نمائیوں کا تذکرہ سُنکر یہ لوگ بطور استہزاء کہا کرتے کہ فأت بآیۃٍ ان کنت من الصّادقین۔ یعنی اگر آپ کی باتوں میں کوئی حقیقت ہے تو ہمیں بھی کوئی نشان دکھایا جائے۔

آخر خدا کے علم میں وہ وقت آن پہنچا کہ قدرتِ خداوندی ان کیلئے نشان ظاہر کرے۔ اور خاندانی تعلق کی مناسبت سے نشان باذن الٰہی اُن کیلئے یہ مقرر کیا گیا کہ وہ حضرت اقدسؑ کے ساتھ جسمانی رشتہ کا تعلق منظور کریں۔ اگر اس دعوت کو قبول کریں تو رحمت کا نشان ان کو عطا کیا جائیگا۔ اور دنیاداری و بےدینی کی تمام نحوستیں مٹ کر روحانی زندگی اور ایمان کی برکتوں میں تبدیل ہو جائینگی۔ لیکن اگر ردّ کریں تو خدائے قہار کی جلالی تجلّیات کا مورد بنکر آفات اور بلاؤں کے نزول کے ساتھ ان کا خاندان مٹتا اور برباد ہوتا جائیگا۔

یہ نشان جو انکے لئے مقرّر کیا گیا خاندانی حالات کے لحاظ سے ان لوگوں کے لئے عین مناسب حال تھا اور انکی اصلاح کا پورا سامان اپنے اندر رکھتا تھا۔ نورِ قرآن سے دُور رہنے والوں کی نگہ میں کسی شادی کا دینی اور رُوحانی اغراض سے وابستہ ہونا ایک قابل تعجّب امر ہوگا لیکن اسلامی تعلیم کے بموجب ہر مومن کا نکاح رُوحانی اور دینی اغراض سے وابستہ ہونا چاہیئے۔ اور ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعدّد نکاح بھی اسلامی انوار اور قرآنی برکات کی اشاعت ہی کی غرض سے تھے۔ اور عملی طور پر کئی خاندانوں کیلئے اصلاح پذیر ثابت بھی ہوئے اسی رنگ میں یہ نکاح جس کا اعلان کیا گیا مرزا احمد بیگ کے خاندان کی اصلاح کے سوا اور کوئی غرض اپنے اندر نہیں رکھتا تھا۔ جسمانی تعلّقات کی مضبوطی اور متواتر صحبت بسا اوقات اپنے نیک اثرات کے طفیل متمردانہ خیالات کو مٹا کر اصلاح کیلئے دلوں کو جھکا دینے کا موجب بنجاتی ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں یہی غرض اس نشان کی بیان فرمائی ہے کہ بصورت قبول ان کیلئے رحمت و برکت کا موجب ہوگا:۔

”ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا۔ بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مُدّت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا۔ پس یہ رشتہ جس کی درخواست کیگئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو

اعجوبہ قدرت دکھلاوے۔ اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کر دیوے جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ ردّ کریں تو قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے۔"٭

Digitized by Khilafat Library

اِس جگہ پر طالب حق کیلئے یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ خاندان زیر تذکرہ کے افراد قدرت خداوندی سے قطعاً منکر اور الہام کو محض ایک بے حقیقت شئے تصوّر کرتے تھے۔ اندریں صورت فقط حصولِ شادی کی غرض رکھنے والے کسی نفسانی انسان کا جھوٹے الہام کے زور سے مطلب براری کی کوشش کرنا سوائے اور بھی ہنسی کرانیکے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ اپنے مدّعا کے حصول کیلئے ایسا انسان صرف اسی طریق میں کامیابی دیکھ سکتا تھا کہ اُن لوگوں کے عقایدٔ سے اتفاق ظاہر کر کے انکی ہاں میں ہاں ملا تا نہ کہ ہر مقام پر (جیسا کہ حضرت اقدسؑ نے کیا) ان کے مُنکرانہ خیالات کا ردّ اور ان کے عقائدٔ کے صریح خلاف آسمانی قدرتوں کے ثبوت میں الہامی نشان پیش کرتا۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ الہام کے مُنکرین کے سامنے (جھوٹا) الہام پیش کرنا نفسانی آدمی کے حصول مطلب میں ممد بننے کی بجائے روک ہی بن سکتا تھا۔ اور ان حالات میں الہامی نشان کے پیش کئے جانے میں ہی حق پسند انسان کیلئے اس امر کی دلیل موجود ہے کہ اس نشان کا مدّعی مُلہم من اللہ اور مامور من جانب اللہ ہی تھا۔

نیز یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ محض اسی خاندان کی ہدایت کا موجب تصوّر فرما کر اور اس اخلاقی بنا پر کہ ایسے امر کی اشاعت شاید ان لوگوں کیلئے باعث رنج ہو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ابتداءً اس پیشگوئی کی عام اشاعت نہیں فرمائی بلکہ اسی خاندان تک محدود رکھا۔ مگر تمرّد اور سرکشی کے طور پر نشانِ رحمت کو ردّ کرتے ہوئے ان لوگوں نے مُنکرانہ استہزاء کے ساتھ اس پیشگوئی کو شائع کر دیا۔ اور گویا راز کے افشاء کئے جانے کی صورت میں ایک مفتری کیلئے یہ ایک آزمائش کا موقعہ پیش آگیا تھا لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ

٭ نوٹ:۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ عذاب کا سبب نکاح سے انکار نہ تھا۔ بلکہ عذاب اور بلائیں اور آفات "نزدیک چلی آتی" تھیں بوجہ اس بغاوت اور سرکشی اور تمرد اور بدعملی کے جن میں کہ وہ لوگ مبتلا تھے۔ ہاں رشتہ والی صورت بطور رحمت اور برکت کے خدائے رحیم کی طرف سے ان "بلاؤں کو دفع کرنے کی غرض سے ان کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح کہ نبی کا انکار عذاب کا باعث نہیں ہوتا بلکہ عذاب کا باعث وہ شرارتیں اور بدعملیاں ہوتی ہیں جن میں دُنیا غرق ہوتی ہے اور نبی کا وجود بطور رحمت کے بھیجا جاتا ہے تا آسمانی پانی سے فائدہ اُٹھا کر دُنیا اپنے گناہوں کی آگ کو بجھا سکے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ عذاب کا نبی کے ظہور کے بعد آنا اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ دُنیا نے نبی کا انکار کیا ہے بلکہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ دُنیا پانی کا انکار کر دیتی ہے جو اس عذاب کی آگ کو بجھانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ جس کے وہ نبی کے آنے کے وقت اپنی بدکاریوں کی وجہ سے مستحق ہو چکے ہوتے ہیں۔ پس اس نشان میں اصل مقصود نکاح نہ تھا بلکہ مقصود یہ تھا کہ اپنی فاسد کرتوتوں کے باعث جس آسمانی سزا کے وہ مستحق ہو چکے تھے اس سے بچائے جانے اور اصلاح کی ایک صورت ان کے سامنے پیش کی جائے۔ منہ

والسّلام نے ہرگز انکار نہیں فرمایا بلکہ پورے زور اور تحدّی کے ساتھ اعلان فرمایا کہ محض ان لوگوں کی دلشکنی کا خیال ہمیں عام اشاعت سے روکے ہوئے تھا ورنہ واقعہ میں خالقِ ارض وسماء ہی کے حکم اور اسی کے الہام سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے جو ضرور اپنے وقت پر پوری ہو کر رہیگی۔ ہمارے کج نظر مخالف بھی اللہ تعالیٰ کے تصرّف کے ماتحت ہمیشہ اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے بڑے زور اور تحدّی کے ساتھ بار بار اس پیشگوئی کا اعلان فرمایا تھا اور اپنی صداقت کا اس پر حصر رکھا تھا ...... اور یہی تحدّی ایک دوسرا ثبوت ہے طالب حق کی رہنمائی کیلئے کہ پیشگوئی کرنیوالا حدیث النفس کا پیرو نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ایک بصیرت پر قائم اور آسمان سے نورِ یقین کے ساتھ پُر تھا ✦

Digitized by Khilafat Library

فصل چہارم
مرزا احمد بیگ صاحب کے متعلق الہامی پیشگوئی کی تفصیل

وہ لوگ جنہیں سچائی امانت اور حق طلبی سے کچھ غرض نہیں اس نشان کے ضمن میں صرف اسی بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ گویا پیشگوئی فقط اس قدر تھی کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا نکاح بہر حال مرزا احمد بیگ صاحب کی دُختر کلاں محمدی بیگم صاحبہ کے ساتھ ہو کر رہیگا۔ مگر پیشگوئی کی وہ ساری دیگر تفاصیل جو محمدی بیگم صاحبہ کے والد اور ماموؤں اور باقی خاندان سے متعلق ہیں دیدہ و دانستہ حذف کر جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی یہی کارروائی صریح دلیل ہے اس بات پر کہ ان خائنوں کے دل بھی مانتے ہیں کہ پیشگوئی کی ساری تفاصیل ان کی آنکھوں کو چُندھیا دینے والی چمک کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔ اور بیچارے کریں بھی تو کیا کریں اپنا جھوٹا مطلب ثابت کرنے کیلئے ان تفاصیل کو چھپانے کے بغیر انہیں کوئی چارہ بھی تو دکھائی نہیں دیتا۔ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا۔ مگر طالب حق کو چاہیئے کہ وہ پیشگوئی کی ساری تفاصیل کو (جو ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں) سامنے رکھ کر فیصلہ کرے کہ آیا قدرتِ خداوندی کا نشان پورا ہوا یا نہیں ✦

پیشگوئی کی تفاصیل

تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مشتمل بر تفاصیل پیشگوئی:-	تفاصیل پیشگوئی خلاصۃً راقم مضمون ہذا کے اپنے الفاظ میں:-	
الف:- "ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مُدّت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا۔ پس یہ رشتہ جسکی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اِس کنبہ کے منکرین کو اعجوبۂ قدرت دکھلا دے۔ اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان اُنپر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کرے جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ رد کریں تو اُنپر قہری نشان نازل کر کے اُن کو متنبہ کرے۔" (از اشتہار ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء)	۱۔ رشتہ منظور کرنے کی صورت میں اس خاندان میں برکت اور رحمت کا نشان نازل ہوگا۔	رحمت کا پہلو
	۲۔ رد کرنیکی صورت میں اُنپر قہری نشان بہ تفصیل ذیل نازل ہوگا۔	عذاب کا پہلو

ب :-
(۱) رشتہ کو نامنظور کرنیکی صورت میں عمومی رنگ میں سارے خاندان پر قہری نشان کے نزول کی تفصیل :-

"قال انی رئیت عصیانھم وطغیانھم فسوف اضربھم بانواع الآفات ابیدھم من تحت السمٰوات وستنظر ما افعل بھم وکنا علیٰ کل شیءٍ قادرین۔ انی اجعل نساءھم ارامل وابناءھم یتامیٰ وبیوتھم خربۃ لیذوقوا طعم ما قالوا وما کسبوا ولکن لا اھلکھم دفعۃ واحدۃ بل قلیلاً قلیلاً لعلھم یرجعون ویکونون من التوابین۔ ان لعنتی نازلۃ علیھم وعلیٰ جدران بیوتھم وعلیٰ صغیرھم وکبیرھم ونساءھم ورجالھم ونزیلھم الذی دخل ابوابھم وکلھم کانوا ملعونین۔"

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے انکی نافرمانی اور سرکشی کو دیکھا۔ پس طرح طرح کی آفات سے ان کو سزا دونگا۔ آسمان کے نیچے سے ان کو ہلاک کردونگا۔ اور عنقریب تُو دیکھیگا کہ میں ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں۔ اور ہم ہر بات پر قدرت رکھتے ہیں۔ میں ان کی عورتوں کو بیوہ اور ان کے بچوں کو یتیم اور اُن کے گھروں کو ویران بناؤنگا تاکہ وہ اپنے اقوال و افعال کا مزہ چکھیں لیکن میں ان کو یکدفعہ ہی ہلاک نہیں کرونگا۔ بلکہ آہستہ آہستہ۔ تاکہ وہ رجوع کریں اور توبہ کرنے والوں سے ہوجائیں۔ میری لعنت انپر نازل ہوگی۔ اور انکے گھروں کی دیواروں پر اور ان کے چھوٹوں اور ان کے بڑوں پر اور ان کی عورتوں اور ان کے مردوں پر اور ان کے مہمان پر بھی جو انکے دروازوں میں داخل ہو اور وہ سب ملعون ہونگے۔

(۲) بصورت توبہ و ایمان عذاب کا رُک جانا :-

"الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وقطعوا تعلقھم منھم وبعدوا من مجالسھم فاولٰئک من المرحومین۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۶)

ترجمہ :- ہاں جو لوگ ایمان لے آئیں اور عمل صالح کریں اور ان کے تعلقات چھوڑدیں اور انکی مجلسوں سے دُور رہیں ایسے لوگوں پر رحم کیا جائیگا۔

ج : (۱) رشتہ نامنظور کرنے کی صورت میں خصوصی طور پر مرزا احمد بیگ کے گھر کے متعلق قہری نشان کی تفصیل :-

"خدا تعالےٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دیگا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہوجائیگا۔ اور جو نکاح کریگا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوجائے گا

الف :- عمومی رنگ میں سارے خاندان کے متعلق یہ بتایا گیا کہ :-

عذاب کا پہلو
(۱) ان پر طرح طرح کی آفات اور بلاؤں کی مار پڑیگی۔ موت فوت کے سلسلہ سے انکی عورتیں بیوہ بچے یتیم اور گھر ویران ہوتے جائینگے

رحمت کا پہلو
(۲) یہ آفات یکدفعہ ہی نازل ہو کر انکے خاندان کا صفایا نہیں کردینگی بلکہ آہستہ آہستہ نازل ہونگی تاکہ انہیں رجوع اور توبہ کا موقعہ دیا جائے۔

؟
(۳) ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں یعنی احمدیت قبول کرنے والوں پر عذاب کا یہ سلسلہ رُک کر رحمت خداوندی میں بدل جائیگا۔

ب :- خصوصی طور پر مرزا احمد بیگ کے گھر کے متعلق یہ بتایا گیا کہ :-

عذاب کا پہلو
(۱) مرزا احمد بیگ اپنی دُختر کلاں کا نکاح کسی دوسری جگہ کرنیکے روز سے ۳ برس کے عرصہ میں بلکہ جلد ہی فوت ہوجائینگے
(۲) (i) جس شخص کے ساتھ نکاح کیا جائیگا (جو مرزا سلطان محمد صاحب ہوئے) وہ یوم نکاح سے ۲½ برس کے اندر اندر فوت ہوجائینگے اور

(ii) اُن کے فوت ہونے کے بعد بالآخر محمدی بیگم صاحبہ حضرت اقدس ؑ کے عقد میں آئینگی۔

اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہو گی ''
(از اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء)

نوٹ :- یاد رکھنا چاہیئے کہ مندرجہ بالا عبارات ب (۱) اور ج (۱) جو بالترتیب عمومی طور پر سارے خاندان اور خصوصی طور پر مرزا احمد بیگ کے گھر پر عذاب کی پیشگوئیاں ہیں یہ مندرجہ ذیل مختصر الہام ہی کی تشریحات ہیں :-

''کذبوا بآیاتنا وکانوا بھا یستھزؤن فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک ''

ترجمہ :- انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھوٹ سمجھا اور ان کے ساتھ ٹھٹھا کرنے لگے پس اللہ تیرے لئے ان کے مقابلہ میں کافی ہو گا (یعنی ان پر آفات نازل کریگا) اور (بیوہ کرنے کے بعد) اس عورت کو تیری طرف لوٹا ئیگا۔

(۲) بصورت عجز و نیاز اور گریہ و بکا بیان کردہ عذاب کی دو شقوں میں سے دوسری شق کا رُک جانا :-

''رئیت ھذہ المرأۃ واثر البکاء علیٰ وجھھا فقلت ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک والمصیبۃ نازلۃ علیک یموت ویبقیٰ منہ کلابٌ متعددۃ ''

ترجمہ :- مَیں نے رؤیا میں اس عورت کو (یعنی محمدی بیگم صاحبہ کی نانی کو جو مرزا احمد بیگ کے گھر کی گویا پیشوا اور سردار تھی) دیکھا اور اس کے چہرہ پر رونے کے نشان پائے۔ پس مَیں نے کہا اے عورت توبہ کر توبہ کر ورنہ (یعنی توبہ نہ کرنے کی صورت میں تیری لڑکی (اہلیہ مرزا احمد بیگ) اور لڑکی کی لڑکی (محمدی بیگم صاحبہ) پر بلا آئیگی۔ (یعنی یہ دونوں عورتیں اپنے اپنے خاوندوں اعنی مرزا احمد بیگ اور داماد مرزا احمد بیگ کی وفات سے بیوہ رہ جائینگی) اور مصیبت تجھ پر نازل ہونے والی ہے۔ ایک شخص مریگا (یعنی عجز و بکا کے باعث خدا تعالیٰ دوسرے کی موت کو ٹال دیگا۔ یعنی داماد مرزا احمد بیگ بچ رہیگا) اور اس (صرف ایک کے مرنے اور دوسرے کے بچ جانے کی) وجہ سے بہت سے کتے باقی رہ جائیں گے۔

۴ :- پیشگوئی کا انجام :-

''لا تبدیل لکلمات اللہ۔ ان ربک فعال لما یرید۔ انت معی وانا معک۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً ''

ترجمہ :- صفات الٰہی میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ بیشک تیرا رب الہامی طور پر نشان ظاہر فرمائیگا جس سے اُس کا ایک بالا رادہ ہستی ہونا ثابت ہو گا تُو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے اُس بلند و ارفع مقام پر اُٹھالے جہاں کہ تیری تعریف ہی تعریف ہو گی۔

(۳) (i) عذاب کی مندرجہ بالا دونوں شقیں یعنی ب (۱) اور ب (۲) (i) توبہ نہ کرنے کے ساتھ مشروط ہیں۔ اور یہ دونوں شقیں یعنی مرزا احمد بیگ اور ان کے داماد کی موت صرف اسی صورت میں واقعہ ہونگی جبکہ اس گھر کے ممبر توبہ نہ کریں مگر عاجزی اور رونے کے ساتھ توبہ کی صورت میں دونوں شقیں یا دونوں میں سے ایک شق رُک بھی سکے گی۔

نوٹ :- یہ امر اس الہامی فقرے سے ظاہر ہے جو فرمایا توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک۔ یعنی توبہ کرو توبہ کرو ورنہ (یعنی صرف توبہ نہ کرنے کی صورت میں) یہ دو مصیبتیں آجائیں گی۔

(ii) مگر امر واقعہ یوں ہو گا کہ رونے اور عاجزی کے ساتھ توبہ دو شخصوں میں سے ایک کی موت کے بعد اتفاقی ظاہر ہو گی۔ اور اس توبہ یعنی رونے اور عاجزی کا (دیکھو الہامی فقرہ ''اثر البکاء'') کے نتیجہ میں عذاب صرف ایک شخص کی موت تک رُک جائیگا اور دوسرا شخص سلامت رہیگا۔

رحمت کا پہلو

۳۔ پیشگوئی کا انجام :-

(۱) دونوں میں سے صرف ایک موت واقعہ ہونے اور اس کے نتیجہ میں پیشگوئی کے دوسرے حصے کی تنسیخ کی وجہ سے کئی اطراف سے بداخلاقی اور فحش گوئی کے رنگ میں اعتراضوں کے حملے تو ضرور ہونگے۔ مگر جماعت کو خالق ارض و سما کی معیت و نصرت حاصل ہو گی اور کئی لحاظ سے جماعت ترقی کرتی جائے گی (یموت ویبقیٰ منہ کلاب متعددۃ۔ انت معی وانا معک)

(۲) اور بالآخر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ مقام عنایت کیا جائیگا جہاں ہر طرف سے تعریف ہی تعریف ہو گی۔

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض اوقات منجّم اور رمّال کی بھی کوئی اٹکل بازی سچی نکل سکتی ہے مگر (علاوہ اس امر کے کہ منجّم کی صرف کوئی کوئی لیکن نبی کی ساری پیشگوئیاں درست نکلتی ہیں) منجّم کی پیشگوئی کے بالمقابل نبی کی پیشگوئی مندرجہ ذیل دو خصوصی امتیاز رکھتی ہے :-

۱- نبی کی پیشگوئی (باوجود بعض اوقات بظاہر اجمال کے) ایک پُر عظمت تفصیل پر مشتمل اور کامل البیان ہوتی ہے۔

۲- منجّم کی پیشگوئی علاوہ ناقص البیان ہونے کے خدا کی قدرت اور اقتدار کے نشانوں سے مطلقاً خالی ہوتی ہے مثلاً منجّم زلزلہ کی پیشگوئی کرنے کے بعد ممکن ہے کہ خود بھی زلزلہ کی زد میں آکر ہلاک ہو جائے۔ مگر نبی کی پیشگوئی ہمیشہ اپنی شوکت اور مخالف کی تباہی اپنے عروج اور مخالف کے زوال کے متعلق ایک پُر اقتدار بیان اور خدا کی قدرت کے پُر رُعب نشانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور یہ اقتداری رنگ کبھی اس طریق پر بھی قائم کیا جاتا ہے کہ دشمن کی ہلاکت اور تباہی کی خبر دیتے ہوئے بتایا جاتا ہے کہ سوائے گریہ وزاری عجز و بکا توبہ و رجوع کے اور کوئی تدبیر عذاب سے حفاظت کا باعث نہ ہو سکیگی ٭

علاوہ ازیں۔ انبیاء علیہم السّلام کی پیشگوئیاں دو اقسام پر مشتمل ہوتی ہیں :-

۱- اوّل وہ جن میں ذات باری تعالیٰ کے فقط عالم الغیب ہونے کا اثبات مدِّ نظر ہوتا ہے۔ یعنی صرف بتا دیا جاتا ہے کہ فلاں امر یُوں ہوگا اور وہ ویسے ہی ہو جاتا ہے۔ ایسی پیشگوئی مثلاً آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے زمانہ میں کسریٰ شاہ ایران کی ہلاکت کے متعلق تھی اور حضورؐ کے خادم مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ میں لیکھرام آریہ کی ہلاکت کے متعلق تھی ٭

۲- دوم وہ جن میں علاوہ علم غیب کے اظہار کے بالخصوص اس امر کا اثبات بھی مدِّ نظر ہوتا ہے کہ کارخانۂ عالم کو چلانے والی دہریوں کی موہومہ اندھی نیچر نہیں ہے جو محض ایک بے جان مشین کی مانند جب کسی طرف کو چل پڑے تو حالات کی تبدیلی کے ساتھ اپنے رستہ کو بدل سکنے کا ارادہ اور قدرت نہیں رکھتی اور دوست و دشمن میں تمیز نہیں کر سکتی اور اگرچہ مالک کا ہاتھ بھی سامنے آجائے تو اُس کو بھی کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ بلکہ وہ ایک زندہ مقتدر با ارادہ (قدرت والا اور ارادہ والا) خدا ہے جو مثلاً اگر کسی خطا کار بندے پر صفات غضبیہ کو جاری فرمائے تو اُس بندے کی تبدیلی اور رونے اور عاجزی اور توبہ اور رجوع پر وہ اپنے ارادے اور قدرت سے صفات غضبیہ کو روک کر صفات رحمت جاری فرما دیتا اور عذاب کو منسوخ کر کے اپنے رونے والے بندے کو اپنے سایۂ عاطفت میں قبول فرما لیتا ہے۔ یہی معنی کلام الٰہی کی اس آیت کے ہیں جو فرمایا مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ۔ یعنی بعض اوقات ہم اپنی قہری تجلّی کو منسوخ بھی کر دیا کرتے ہیں۔ اور لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ میں بھی درحقیقت یہی اشارہ ہے کہ گو عذاب کی تنسیخ کی وجہ سے ناسمجھ لوگوں کی نظر میں ایک صورت اعتراض کی پیدا

ہو جاتی ہے۔ مگر صرف بندوں کے اعتراض کی وجہ سے وہ رحیم کریم ایسا تو نہیں ہے کہ اپنی سُنّت کو ہی بدل دیوے اور اپنے رونے والے عاجز بندے پر بہر حال عذاب ہی جاری رکھے اور اسے اپنے سایۂ عاطفت میں قبول نہ فرمائے۔ بلکہ جہاں اُس کی صفات غضبیہ کے نزول کا تقاضا ہو وہاں اس کے حکم کو کوئی چیز بدلا نہیں سکتی اور جس موقعہ پر اُس کی صفات رحمت کے ظہور کا تقاضا ہو وہاں اُس کی سُنّتِ رحمت اور کلمۂ تنسیخ عذاب کو کوئی چیز روک نہیں سکتی ؁

اس قسم کی پیشگوئیوں میں دو مختلف قسم کی آئندہ صورتِ حالات کے پیش نظر ایک صورت میں عذاب اور دوسری صورت میں رحمت کی خبر دی جاتی ہے ؁

ایسی پیشگوئی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں مثلاً ہرقل عظیم روم کے متعلق تھی کہ مقابلہ کی صورت میں ہلاک ہو گا مگر رجوع کی صورت میں سلامتی پائیگا۔ اور مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ میں عبداللہ آتھم عیسائی کے متعلق تھی کہ تمرّد کی صورت میں ۱۵ ماہ کے اندر اندر مر جائیگا لیکن رجوع کی صورت میں بقدر رجوع کے خدا تعالیٰ کی صفاتِ رحمت سے متمتع کیا جائیگا ؁

Digitized by Khilafat Library

اور مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی میں خصوصیت کے ساتھ ان ربّك فعال لما يريد کہکر یہ بتا دیا گیا تھا کہ تیرا ربّ ایسے طور پر تجلّی فرمائیگا جس سے اس کا ایک مقتدر اور بالا رادہ ہستی ہونا ثابت ہوگا۔ یعنی عذاب کی صفات بھی جاری ہونگی مگر بقدر تبدیلی حالات اس کے ارادہ اور قدرت سے رحمت کی صفات میں بھی تبدیل ہو جائینگی۔ یہی وجہ ہے کہ پیشگوئی کی تفاصیل میں جا بجا عذاب اور رحمت دونو پہلوؤں کے متعلق اقتداری رنگ میں قبل از وقت خبریں دی گئی ہیں ؁

فصل پنجم

پیشگوئی کا قبل از وقت بیان کردہ تمام تفاصیل کے ساتھ پورا ہونا اور خدا کے جلال اور جمال کے نشان کا ظہور

اب ہم بفضل ایزدی اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ کیونکر تقدیر الٰہی عین پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہو کر سورج کی چمک کی مانند اس بات کا ثبوت بن گئی کہ وہ کلام بھی اُسی زندہ قادر و مقتدر ذو الجلال والجمال خدا ہی کا تھا جس نے اپنا فعل بالتفصیل عین اسکے مطابق جاری فرما دیا۔

اور اس غرض کے لئے ہم مضمون کو ۴ حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں:۔

۱۔ رشتہ منظور کرنے کی صورت میں اس خاندان پر برکت و رحمت کے نشان کا نزول ؁

۲۔ رشتہ رد کرنے کی صورت میں عمومی رنگ میں سارے خاندان پر خدائے ذو الجلال کی قہری تجلّی مگر توبہ و ایمان کی صورت میں خدائے ذو الجمال کا رحیمانہ سلوک ؁

۳۔ رشتہ رد کرنے کی صورت میں خصوصی رنگ میں مرزا احمد بیگ کے گھر پر خدائے ذو الجلال کی قہری تجلّی مگر بحالت عجز و بکا خدائے ذو الجمال کا رحیمانہ سلوک ؁

۴۔ پیشگوئی کا فاتحانہ انجام ؛

اور ہر حصّہ پر علیحدہ علیحدہ بیان ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے :۔

۱۔ رشتہ منظور کرنیکی صورت میں اُس خاندان پر برکت و رحمت کا نزول :۔

بوجہ اس کے کہ ان لوگوں نے تمرد سرکشی اور منکرانہ استہزاء کے ساتھ رشتہ کی درخواست کو ردّ کر دیا تھا پیشگوئی کے اس رحمت و برکت والے ظہور کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ لیکن بایں ہمہ دو واقعات ہمارے سامنے ایسے موجود ہیں جو بطور علامت اور دلیل کے اس امر کی طرف طالب حق کی رہنمائی کرتے ہیں کہ اگر وہ لوگ رشتہ کی درخواست کو منظور کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ مخلصانہ اور محبّانہ تعلّقات قائم کر لیتے تو ضرور ہی ان کا خاندان رحمتوں اور برکتوں سے بھر دیا جاتا :۔

(۱) اوّل یہ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا دینی و دنیوی ہر پہلو سے نجابت شرافت عزّت شہرت دولت کثرت نسل نیکی علم اخلاق تقویٰ وغیرہ ہر قسم کی برکتوں اور رحمتوں سے حقیقتاً پُر ہے اور وہ بھی قبل از وقت حالتِ گمنامی میں شائع شدہ پیشگوئیوں کے مطابق۔ طالب صادق کو چاہیئے کہ قادیان جا کر خود اپنے طور پر اس امر کا آزادانہ مشاہدہ کر لے۔ اور حالتِ موجودہ پر قیاس کر کے بآسانی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مسیح محمدی خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کا وجود واقعی ایسا بابرکت تھا کہ کوئی دوسرا خاندان بھی جو حضورؑ کے ساتھ تعلّقات رشتہ داری کی خوش نصیبی پاتا لازمی طور پر اور یقیناً رحمتوں اور برکتوں سے پُر کیا جاتا ؛

(۲) دوم یہ کہ پیشگوئی کی اس شق کے ساتھ والی عبارت میں ہی بالہام الٰہی ایک اور امر کی بھی پیشگوئی کی گئی ہے یعنی یہ کہ ایک لڑکا بنام محمود احمد عطا کیا جائیگا جو بچپن میں ہی فوت نہیں ہو گا بلکہ بڑی عمر پائیگا اپنی عمر کے اُس کے دینی مقصد کے راستہ میں جو بڑی بڑی روکیں پہاڑوں کی مانند پیدا ہونگی خدا کے فضل اور رحم پر توکّل کرتا ہوا تمام روکوں کو ایک معجزانہ عزم کے ساتھ دُور کرنے میں کامیابی حاصل کریگا اور یہ تمام اہم دینی مہمّات وہ بطور خلیفہ اور امام جماعت کے سرانجام دیگا کیونکہ بموجب آیت فاذا عزمت فتوکّل علی اللّٰہ لفظ ”اولوالعزم“ کا صحیح اور حقیقی اطلاق نبی یا نبی کے خلیفہ پر ہی ہو سکتا ہے۔ اس پیشگوئی کا مصدّق حضرت اقدسؑ کا وہ رؤیا بھی ہے جس میں آپؑ نے مسجد کی دیوار پر محمود احمد نام لکھا ہوا دیکھا اور مسجد پر نام لکھے جانیکی یہی تعبیر ہوا کرتی ہے کہ وہ انسان جماعت کا امام ہو گا۔ پس خدا کی محبّت چاہنے والے دوستو! دیکھو تو سہی کہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی سے یہ تمام باتیں جو کہ آپ کی پیدائش سے بھی پہلے کی بیان کردہ ہیں کیونکر اور کس شان سے ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امیر المومنین کے وجود میں پوری ہو گئیں

اور سنو! کہ مسجد پر نام لکھے جانے والا رؤیا اپنی ظاہری صورت میں بھی پورا ہوگیا جبکہ خدا کی ایک غریب مگر عزیز جماعت نے اپنے محبوب آسمانی ہی کی بندہ نوازی اور فضل کے طفیل ولایت میں پہلی مسجد کی تعمیر کی توفیق پائی اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ - اور ہمارے پیارے امیر المومنین (خدا تعالےٰ ساری برکتیں ان پر نازل فرمائے اور عمر دراز عطا فرمائے اور آپ کو مع آپکی عزیز جماعت کے ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نام کی اسلامی فتوحات سے سرفراز فرمائے۔ آمین) کے ہاتھ سے خدائے قادر و کریم نے اس تاریخی شان والی مسجد کی دیوار پر محمود احمدؓ نام لکھوا کر اپنے پیار اور رحمت کا ایک خوبصورت نشان قائم فرمایا۔ اے سچائی کے طالبو! یہی قدرت نمائی کے نشان تو خدا کے چہرہ کو گویا عریان کر کے اُسکے عاشقوں کے دلوں اور روحوں کو سجدہ میں اس کے حضور گرا لیتے ہیں۔ کیا تمہارا دل اُس کی ملاقات نہیں چاہتا؟ کہ اُس کی آواز پر ہاں اُسکے چہرہ کے بے نقاب ہونے پر بھی یُوں خموش بیٹھے ہو ؞

اور ایک ہی عبارت میں بیان کردہ دو الہامی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی جبکہ ایک نور اور ایک شان کے ساتھ بطور امر واقعہ کے پوری ہوگئی تو یقینی طور پر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اگر وہ حالات قائم ہو جاتے جن کے ساتھ اس کا ظہور مشروط تھا تو یقیناً دوسری پیشگوئی بھی اپنی ساری چمک کے ساتھ پوری ہوتی ؞

Digitized by Khilafat Library

۲- رشتہ ردّ کرنے کی صورت میں عمومی رنگ میں اس خاندان کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ:-

(۱) ان پر طرح طرح کی آفات اور بلاؤں کی مار پڑیگی۔ موت فوت کے سلسلہ سے انکی عورتیں بیوہ بچے یتیم اور گھر ویران ہوتے جائیں گے ؞

(۲) یہ آفات یکدفعہ ہی نازل ہو کر ان کے خاندان کا صفایا نہیں کردینگی۔ بلکہ آہستہ آہستہ نازل ہونگی تاکہ انہیں رجوع اور توبہ کا موقعہ دیا جائے ؞

(۳) ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں یعنی احمدیت قبول کرنے والوں پر عذاب کا یہ سلسلہ رُک کر رحمتِ خداوندی میں بدل جائیگا ؞

جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے خدا سے علم پاکر ان باتوں کا اعلان فرمایا اسوقت مرزا احمد بیگ کا خاندان بالخصوص محمدی بیگم صاحبہ کے تینوں ماموؤں کے گھر امیرانہ ٹھاٹھ اور دنیوی رونق اور چہل پہل سے پُر اور ہر طرح سے خوش اور آباد تھے اور کوئی خیال نہ کرسکتا تھا کہ کبھی یہ رونقیں بھی غائب ہو جائینگی اور یہ گھر بھی اُجڑ جائینگے۔ اپنی اسی ظاہری شوکت و شان پر اعتماد کرتے ہوئے اُن لوگوں نے متمردانہ سرکشی کے طور پر الہامی پیشگوئی کو ہنسی میں اُڑا دیا تھا۔ مگر رشتہ دوسری جگہ

کرنے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی ہم دیکھتے ہیں کہ آفات اور بلائیں سچ مچ آن موجود ہوئیں جن سے قبل از وقت ان کو متنبہ کیا جا چکا تھا۔ اور دکھوں مصیبتوں بربادیوں اور موت فوت کا سلسلہ ایسا شروع ہوا کہ گھر اجڑنے لگے۔ رونقیں اڑ گئیں خوشیاں غائب ہو گئیں۔ سوگ اور ماتم برپا ہو گیا عورتیں بیوہ اور بچے یتیم رہنے لگے اور سب طرف در و دیوار پر نحوست برسنے لگی حتیٰ کہ محمدی بیگم صاحبہ کے تینوں ماموؤں کے گھر ویران ہو گئے۔ اور ان گھروں کے سب لوگ مر گئے صرف ایک یتیم بچہ رہ گیا جو اب مسیح موعود علیہ السلام کے حلقہ بگوشوں میں داخل اور قادیان میں سکونت رکھتا ہے +

اب اے طالبانِ حق! ذرا غور تو کرو کہ جھوٹا الہام بنا لینا تو آسان مگر کیا کسی انسان کو یہ طاقت بھی حاصل ہے کہ زمین و آسمان کے سچے خدا کی تقدیر کو اپنے حسب منشاء جاری کرا کر مخالفوں کے گھروں کو ویران کر دے۔ پس سنو! اے دوستو! کسی انسان کا انکار کسی کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے مگر جو خدائی فعل حضرت مرزا صاحبؑ کی تائید میں الہامی پیشگوئیوں کے عین مطابق ظاہر ہوا اس آسمانی نشان کا انکار خود خدائے تعالیٰ کا ہی انکار ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا انکار کر کے اے قوم تو کیونکر ہلاکت سے بچ سکتی ہے۔ اے سعیدو! نفس پرستیوں اور دنیا داریوں کی سزائیں اور بدی اور گنہ کے غلبہ کے نتیجہ میں پہلے ہی ہماری قوم دینی اور دنیوی مصیبتوں کے نیچے دب چکی ہے۔ اب اپنے خالق و مالک کا انکار کر کے مزید ہلاکتوں کو بلانا کہاں کی دانشمندی ہے۔ سلیم دل رکھنے والے بھائیو! آؤ۔ محبوب آسمانی کی چہرہ نمائی پر ادب کے ساتھ عاجزی کے ساتھ سجدہ میں گر جاؤ۔ آؤ دوستو! خدا تم پر رحم کرے۔ آسمانی حسن کی جھلک پر لپکتے ہوئے آؤ۔ معبود حقیقی معشوق آسمانی ہمارے بادشاہ احکم الحاکمین نے بندوں کو خود آواز دی ہے۔ اللّٰھُمّ لبیك لبیك ربّنا اٰمنّا فاکتبنا من الشاھدین۔ اٰمین

اور یہ عذابوں اور دکھوں کا سلسلہ جب شروع ہوا تو ایسا چلا کہ سارا خاندان سوگ اور ماتم سے بھر گیا۔ اور نہیں رکا جب تک کہ باقی ماندہ افراد نے توبہ عجز و نیاز اور گریہ و زاری کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کر لیا۔ اور اب دیکھو کہ اس خاندان کے کتنے افراد اپنی آنکھوں سے خدائے قہار کی قہری تجلیوں کا مشاہدہ کر کے اس پیشگوئی کی عظمت کا اقرار کر چکے ہیں۔ بلکہ اس نشان کی سچائی کا ایسا رعبناک اثر انکے دلوں پر قائم ہو گیا کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کو باقی ساری پیشگوئیوں میں بھی سچا جانکر اور آپ کے سارے دعوؤں پر ایمان لا کر خدا کے سچے مسیح موعودؑ کے غلاموں کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ اب سوائے ان ضمیر فروش خائنوں کے کہ جو قوم میں بداخلاقی پھیلاتے ہوئے صرف پیٹ کے دوزخ کو بھرنے کی خاطر در بدر چکر لگاتے پھرتے ہیں بھلا کون سعید الفطرت انسان اس امر سے انکار کر سکتا ہے

کہ حضرت اقدس علیہ السّلام کا یہ نشان اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّیات کے ساتھ پورا ہو گیا جس کا پختہ اور عملی ثبوت یہ ہے کہ اس خاندان کے افراد خود اس کی سچّائی کا اقرار کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ ایسی جلالی چمک کے ساتھ اس خاندان پر ظاہر ہُوا کہ دل خائف ہو کر جھک گئے اور جیسا کہ پیشگوئی کی اس شق میں بیان کیا گیا تھا یہ عجز و نیاز یہ رجوع اور توبہ اور یہ ایمان پھر خدا کے رحم کو کھینچ لایا اور عذاب کا سلسلہ جو ہیبتناک طریق سے جاری ہُوا تھا رک کر اس کی رحمت میں تبدیل ہو گیا ؛

Digitized by Khilafat Library

پس مبارک ہے وہ اور وہی مبارک ہے جو خدا کے زندہ نشانوں پر ایمان لا کر دینی و دنیوی فلاح کا وارث بنے ؛

۳۔ رشتہ ردّ کرنے کی صورت میں خصوصی طور پر مرزا احمد بیگ کے گھر کے متعلق یہ خبر دی گئی تھی کہ:۔

(۱) مرزا احمد بیگ اپنی دختر کلاں کا نکاح کسی دوسری جگہ کرنے کے روز سے ۳ برس کے عرصہ میں، بلکہ جلد ہی فوت ہو جائینگے

(۲)، (i) جس شخص کے ساتھ نکاح کیا جائیگا (جو مرزا سلطان محمد صاحب ہوئے) وہ یوم نکاح سے ۲½ برس کے اندر فوت ہو جائینگے۔

(ii) اور ان کے فوت ہونے کے بعد بالآخر محمدی بیگم صاحبہ حضرت اقدسؑ کے عقد میں آئینگی۔

(۳)، (i) عذاب کی مندرجہ بالا دونو شقیں یعنی مرزا احمد بیگ اور مرزا سلطان محمدؐ کی موت الہامی فقرہ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک کے مطابق توبہ نہ کرنیکے ساتھ مشروط ہونگی۔ یعنی یہ دونو موتیں صرف اس صورت میں واقعہ ہونگی جبکہ اس گھر کے ممبر توبہ نہ کریں۔ مگر عاجزی اور رونے کے ساتھ توبہ کی صورت میں یہ دونو موتیں یا دونو میں سے ایک رُک سکیگی۔

(ii) مگر امر واقعہ یوں ہوگا کہ رونے اور عاجزی والی توبہ دو شخصوں میں سے ایک کی موت کے بعد ان سے ظاہر ہوگی اور توبہ یعنی رونے اور عاجزی (اشتر البکاء) کے نتیجہ میں عذاب صرف ایک شخص کی موت تک رُک جائیگا اور دوسرا شخص سلامت رہیگا ؛

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا نظام الدین وغیرہ محمدی بیگم صاحبہ کے ماموں کے زیر اثر ہو کر مرزا احمد بیگ نے الہامی دعوت کو ردّ کرتے ہوئے اپنی دختر کلاں محمدی بیگم صاحبہ کا نکاح مرزا سلطان محمد صاحب کے ساتھ کر دیا۔ ان لوگوں کے خیال کیا کہ الہام کچھ شئے نہیں ہوتا اور یہ کہ پیشگوئی الہام پر نہیں بلکہ حدیث النفس پر مبنی تھی۔ پھر انہوں نے خیال کیا کہ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ صرف نکاح دوسری جگہ کر دینے سے موت فوت کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ مگر خدائی تقدیر کو کہ وہی بذریعہ پیشگوئی پہلے بتائی جا چکی تھی کیونکر ٹالا جا سکتا تھا۔ اور ایسا ہُوا کہ نکاح پر ابھی چھ ماہ بھی نہیں گذرے تھے کہ محمدی بیگم صاحبہ کے والد مرزا احمد بیگ عین پیشگوئی کے مطابق اس دار فانی سے

رخصت ہو کر اپنے گھر والوں کو داغ مفارقت دے گئے ۔

جن لوگوں کا پیشہ ہی حق کو چھپانا ہو جن کو اپنی شہرت اور جھوٹی واہ واہ کے سوا قوم کی اخلاقی یا روحانی ترقی کے ساتھ کوئی مطلب ہی نہیں ہے۔ جو بداخلاقی اور فحش کلامی کے مظاہرے سے نہ صرف قوم کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں بلکہ اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کی بدنامی کا موجب بھی بن رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جانے دو۔ تم اے سعید الفطرت دوستو! خود غور کرو کہ اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں تھی اور محض نفس سے بنائی گئی تھی تو یہ واقعہ کیونکر ہو گذرا کہ پیشگوئی کی بیان کردہ خبر کے عین مطابق ایک موت ہو گئی۔ محض اتفاق سے تو دنیا میں کوئی چیز ہو نہیں سکتی۔ ایک پتہ بھی اذن الٰہی کے بغیر ہل نہیں سکتا۔ پس موت ہوئی تو خود خدا تعالیٰ کے تصرف سے ہوئی۔ آخر خدا کے علاوہ کوئی اور ہستی موت فوت پر متصرف بھی تو نہیں ہے۔ پس جبکہ موت خدا تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوئی تو یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ خدا تعالیٰ کو بھی صادق اور مفتری کی پہچان نہیں۔ بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ کلام اور الہام بھی جس کی بناء پر پیشگوئی کی گئی تھی اُس خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا جس نے اس کی تائید میں اپنا فعل جاری فرمایا۔ پس خدا کے فعل نے جس الہام کی سچائی پر مُہر لگا دی اسے اے دوستو! خدا کے بندے ہو کر کیونکر افترا کہہ سکتے ہو؟ سلیم الفطرت انسان وہی ہے جو اپنے مولیٰ اپنے خالق اپنے بادشاہ کی گواہی کو صدق دل سے قبول کر لیوے۔ پس آؤ خدا کے بندو آؤ خدا کے سچے نشانوں کو ردّ نہ کرو۔ آخر ہم نہ قوم کی خوشنودی اور نہ باپ دادا کی عبادت بلکہ آسمانی بادشاہ ہی کو راضی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ سو آؤ اور ہر روک کو دُور کر کے عشق الٰہی کی زنجیروں سے کھنچے ہوئے آؤ اور اس راستباز کے ساتھ ہو جاؤ جو خدا کے حکم سے تم کو بلاتا ہے۔ اور ان دینی و دنیوی برکتوں کے لئے آگے بڑھو جن کے متعلق ہمارے سیّد و مولیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خبر دے گئے ہیں۔ کہ اسلام کے ضعف کے وقت میں مسیح موعود علیہ السّلام کی معرفت نازل ہونگی۔ مگر سوال کرنے والے سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ پیشگوئی منجانب اللہ تھی تو بتائی ہوئی خبر کے مطابق محمدی بیگم صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے عقد میں کیوں نہ آئیں۔ مگر دوستو! محمدی بیگم صاحبہ کا حضرت اقدسؑ کے عقد میں آنا مرزا سلطان محمد کی موت کے ساتھ مشروط تھا۔ یعنی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ یہ نکاح ہر صورت میں (خواہ مرزا سلطان محمد صاحب مریں یا زندہ رہیں) ہوگا۔ بلکہ یہ بتایا گیا تھا کہ اوّل مرزا سلطان محمد صاحب مرینگے اور ان کی وفات کے بعد یہ نکاح ضرور ہو کر رہیگا۔ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے نکاح کے متعلق تحدّی بھی فرمائی ہے کہ ضرور ہو کر رہیگا مگر یہ تحدّی مرزا سلطان محمد صاحب کی وفات کے بعد نکاح ہونیکے متعلق ہے کسی ایک جگہ بھی حضرت اقدسؑ نے یُوں تحریر نہیں فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ نکاح کیا جائیگا اس پر عذاب موت وارد ہونے سے پہلے بھی نکاح واقعہ ہو کر رہیگا۔ بلکہ ہر جگہ نکاح کو مرزا سلطان محمد صاحب کی موت کے بعد ہی رکھا ہے۔ پس سوال

یہ نہیں کہ نکاح کیوں نہ ہُوا بلکہ یہ ہے کہ مرزا سلطان محمدؐ صاحب کی موت کیوں واقعہ نہ ہوئی +

یاد رکھنا چاہیئے کہ براہِ راست نکاح کے متعلق سوال اسی صورت میں ہو سکتا تھا جبکہ مندرجہ ذیل دو صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہوتی:-

(۱) حضرت اقدسؑ پیشگوئی یہ فرماتے کہ مرزا احمد بیگ کا داماد مر جائے یا زندہ رہے محمدی بیگم صاحبہ کے ساتھ ہمارا عقد ضرور ہی ہوگا

(۲) یا جبکہ پیشگوئی یوں نہیں بلکہ یوں ہوتی کہ مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کے بعد نکاح کا واقعہ ہوگا تو اندریں صورت اگر مرزا سلطان محمد صاحب فوت بھی ہو جاتے اور پھر اُنکی موت کے بعد نکاح نہ ہوتا۔ جب بھی یہ سوال ہو سکتا تھا کہ نکاح کیوں واقعہ نہ ہُوا۔

مگر موجودہ صورت میں جبکہ نکاح ہونے کا واقعہ مرزا سلطان محمد صاحب کی موت سے مشروط تھا اور مرزا سلطان محمد صاحب فوت نہیں ہوئے تو سوال یہ نہیں کہ نکاح کیوں نہ ہُوا بلکہ یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد کی موت کیوں واقعہ نہ ہوئی۔

اس سوال کا جواب کہ مرزا سلطان محمد صاحب کیوں بیان کردہ خبر کے مطابق فوت نہ ہوئے یہ ہے۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب کی وفات عدم توبہ کے ساتھ مشروط بتائی گئی تھی۔ اس بارے میں الہام یہ تھا کہ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک ۔ ترجمہ توبہ کرو توبہ کرو ورنہ (یعنی اگر توبہ نہیں کروگے تو) یہ دو موتیں واقع ہونگی۔ اور اگر توبہ کروگے تو دونو موتیں یا دونو میں سے ایک بخشنہار خدا کے حکم سے رُک بھی سکیگی۔ اور یاد رہے کہ عمومی رنگ میں سارے خاندان پر جس عذاب کے آنیکا ذکر تھا اسکو روکنے کیلئے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا! کہکر بتا دیا کہ احمدیت میں داخل ہو جانیوالی کمل توبہ ہی اس عذاب کے سلسلہ کو روک سکیگی۔ مگر مرزا احمد بیگ کے گھر کے متعلق خصوصی رنگ میں جس عذاب کی پیشگوئی کی گئی یہاں بالوضاحت صرف رونے اور عاجزی کرنیوالی توبہ کے نتیجہ میں فرمادیا تھا کہ عذابِ موت صرف ایک شخص پر وارد ہو کر رُک جائیگا اور دوسرا شخص (یعنی مرزا سلطان محمد صاحب) سلامت رہیگا۔ (جیسا کہ ان تفاصیل سے ظاہر ہے جو ہم نے پیشگوئی کی مختلف شقوں کے بیان میں لکھی ہیں)، پس جو کچھ بھی واقعہ ہُوا وہ عین پیشگوئی کے مطابق ہی واقعہ ہُوا نہ کہ اُس کے خلاف +

اور جاننا چاہیئے کہ عذاب کی پیشگوئی تو بعض اوقات بغیر اسکے کہ کوئی توبہ وغیرہ کی شرط اسکے ساتھ تصریحاً مذکور ہو توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہے۔ جیسا کہ منذر خواب میں جس آنیوالی مصیبت کا اشارہ ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کے بموجب وہ مصیبت صدقہ و استغفار سے ٹل بھی سکتی ہے [۱]۔

---

[۱] حوالہ انفال ع روض الریاحین۔ برحاشیہ قصص الانبیاء صفحہ ۲۶۴

اور حضرت یونس علیہ السّلام کا واقعہ سب کو معلوم ہی ہے کہ اپنی قوم کیلئے ۴۰ روز کے اندر عذاب آنیکی پیشگوئی کی تھی مگر ۴۰ روز گذر گئے اور وہ قوم سلامت کی سلامت تھی[1] جس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس قوم نے توبہ کرکے خدا تعالیٰ کے رحم کو کھینچ لیا تھا۔ اب یہاں عذاب کی ایک پیشگوئی منسوخ ہوگئی حالانکہ توبہ کی شرط تصریحاً بیان نہیں کیگئی تھی ایسا ہی قرآن کریم میں مذکور ہے[2] کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم کیلئے بغیر توبہ کی تصریح کے مطلقاً عذاب کی پیشگوئی کیجاتی مگر موقعہ پر وہ پھر حضرت موسیٰؑ کیخدمت میں عذاب کی تنسیخ کیلئے دعا کرانے کیلئے حاضر ہوجاتے تو عذاب ٹل جاتا۔ غرض کہ اگر توبہ کی شرط کا ذکر نہ بھی ہو تب بھی جائز ہے کہ عذاب کی کوئی پیشگوئی توبہ کرنے پر خدا کے رحم کے ساتھ ٹل جائے۔ مگر احمد بیگ والی پیشگوئی میں تو :-

Digitized by Khilafat Library

۱- اوّل توبہ کی شرط کا صریحاً ذکر موجود ہے کہ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک یعنی توبہ کرو توبہ کرو ورنہ توبہ نہ کرنے کی صورت میں بلائے موت آئیگی ؛

۲- دوم یہ بھی مذکور تھا کہ رونے اور عاجزی والی توبہ اس گھر میں ظاہر بھی ہوگی۔ اور اس توبہ کے نتیجہ میں بلائے موت صرف ایک شخص پر وارد ہوگی اور دوسرا بچا رہیگا ؛

سو اوّل توبہ کی تصریح اور پھر توبہ کے اس اثر کی تصریح کہ صرف ایک موت پر ہی عذاب کا سلسلہ رک جائیگا۔ یہ دو امر ثابت کرتے ہیں کہ جو کچھ امر واقعہ ہوا وہ پیشگوئی کے عین مطابق ہی ہوا۔ جو مرے وہ پیشگوئی کے مطابق مرے اور جو بچے وہ بھی پیشگوئی ہی کے مطابق بچے۔ اور لا تبدیل لکلمات اللہ کا الہام پورا ہوگیا۔

باقی رہا یہ سوال کہ کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ مرزا سلطان محمد صاحب نے واقعہ میں توبہ اور رجوع کیا تھا جسکے نتیجہ میں رحمت خداوندی انکی دستگیری کرکے انکی سلامتی کا موجب بن گئی ؟ سو وہ ثبوت اس امر کے متعلق ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں :-

۱- عقلی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ اگر دو شخصوں کے متعلق موت کی پیشگوئی ہو اور ان میں سے ایک عین میعاد کے اندر پیشگوئی کے مطابق مرجائے تو یہ ناممکن ہے کہ دوسرے شخص کا دل اس پیشگوئی کی سچائی سے خائف ہوکر اندرونی طور پر تائب نہ ہو

۲- ایک دنیا شور مچاتی رہی کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر مرزا احمد بیگ صاحب کی وفات کا وہ رعبناک اثر ہوا کہ مرزا سلطان محمد صاحب خود خموش رہے اور کوئی لفظ زبان یا قلم سے ایسا نہ نکالا جو اس پیشگوئی پر یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سچائی پر اعتراض کا رنگ رکھتا ہو۔ اور باوجود اس کے کہ بقول مخالفین (نعوذ باللہ) ایک مفتری علی اللہ نے ان کے گھر والوں کا نام بار بار پبلک میں لاکر گویا انکی ہتک کی مرزا سلطان محمد صاحب نے کبھی نالش نہیں کی۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اپنی توبہ کے ثبوت میں یہ دلیل مرزا سلطان محمد صاحب نے خود بھی پیش کی ہے

---

[1] حوالہ تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۴۲ [2] حوالہ سورہ زخرف ع ۵ و دخان ع ۱

جیساکہ آگے دکھایا جائیگا۔

۳۔ تیسرا ثبوت اس امر کا کہ مرزا سلطان محمد صاحب نے واقعہ میں توبہ اور رجوع کیا یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ خموش رہے بلکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں توبہ اور رجوع کے خط بصد عجز و نیاز لکھے تا کسی طریق سے خدائے غفور الرحیم انپر سے وہ بلائے موت ٹال دیوے جو کہ مطابق پیشگوئی اب یقینی طور پر اپنے اوپر وارد ہوتی ہوئی انکو نظر آرہی تھی اور جس سے بچنے کیلئے اب انہیں رجوع کے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ان خطوں کا ذکر اپنے اشتہار انعامی ....۴ہزار روپیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے:۔

"احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور اُس کا فوت ہونا اُسکے داماد (یعنی مرزا سلطان محمد صاحب) اور تمام عزیزوں کیلئے ہم و غم کا موجب ہوا چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے۔"

اب اگر پیشگوئی نے پوری ہو کر اپنی عظمت اور جلال کے ساتھ ان لوگوں کو حقیقتاً خائف نہ کر دیا تھا یا اگر انہوں نے توبہ اور رجوع کے خط حقیقتاً نہیں لکھے تھے تو حضرت اقدس کے مندرجہ بالا اعلان پر یقیناً مرزا سلطان محمد صاحب اور اس خاندان کے باقیماندہ دیگر افراد اس اعلان کی تردید کرتے اور کہتے کہ لوگو! دیکھو ایک تو (حضرت) مرزا صاحبؑ کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مزید برآں یہ کہ محض جھوٹ طور پر یہ بات ہماری طرف منسوب کر دی گئی ہے گویا کہ ہم نے توبہ کے خط بھی لکھے ہیں۔ مگر ایسی تردید کبھی نہیں کی گئی جو صریح دلیل اس امر پر ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب نے واقعہ میں توبہ اور رجوع کے خط حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لکھے تھے۔

۴۔ چوتھا ثبوت مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ اور رجوع کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مخالفین کو چیلنج دیا کہ اگر انہیں اس پیشگوئی کی سچائی پر یا مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ اور رجوع پر شبہ ہے تو وہ مرزا سلطان محمد صاحب کی زبانی ان امور کا اعلان کرائیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

"سو اگر جلدی کرنا ہے تو احمد بیگ کے داماد سلطان محمد سے کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اسکی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں .... اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی نہ آجائے کہ اسکو بے باک کر دے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے تو اُٹھو اور اسکو بے باک اور مکذّب بناؤ۔ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔" (انجام آتھم)

مگر پیشگوئی اپنے جلال کے ساتھ پوری ہو چکی تھی۔ اور اپنی سچائی کا سکہ مرزا سلطان محمد صاحب پر جما چکی تھی۔ اسلئے مخالفین نہ چیلنج کو قبول کر سکتے تھے اور نہ ہی انہوں نے ایسا کیا ؛

۵۔ پانچواں اور آخری ثبوت اس امر کا کہ مرزا سلطان محمد صاحب الہامی پیشگوئی کی عظمت اور مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے قائل ہو چکے تھے ان کا اس امر کے متعلق خود اپنا اقرار ہے جو سلسلہ احمدیہ کے اخباروں اور

رسائل میں متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ انہوں نے اقرار کیا ہے کہ:۔

"مَیں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک بزرگ۔ اسلام کا خدمتگزار شریف النفس خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کرتا ہوں۔ مجھے ان کے مُریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے بلکہ افسوس کرتا ہوں کہ چند ایک امورات کی وجہ سے انکی زندگی میں ان کا شرف حاصل نہ کر سکا ...... میرے خسر جناب مرزا احمد بیگ صاحب واقعہ میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے۔ مگر خدا تعالیٰ غفور الرحیم بھی ہے اپنے دوسرے بندوں کی بھی سُنتا اور رحم کرتا ہے (یعنی اُس نے میرے رجوع اور توبہ اور تضرع کو قبول فرما کر مجھ پر رحم کر کے موت سے سلامت رکھا) مَیں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے بھی شک و شبہ کا باعث نہیں ہوئی ...... باقی رہی بیعت کی بات۔ مَیں قسمیہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحبؑ پر ہے میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کر چکے ہو اتنا نہیں ہوگا۔ باقی میرے دل کی حالت کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے وقت آریوں نے لیکھرام کی وجہ سے اور عیسائیوں نے آتھم کی وجہ سے مجھے لاکھ لاکھ روپیہ دینا چاہا تا مَیں کسی طرح مرزا صاحبؑ پر نالش کروں۔ اگر وہ روپیہ مَیں لے لیتا تو امیر کبیر بن سکتا تھا مگر وہی ایمان اور اعتقاد تھا جس نے مجھے اس فعل سے روکا۔"

اب کیا اس بیان کے بعد بھی کوئی شبہ رہ جاتا ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب کا دل پیشگوئی کی سچائی کا قائل ہو چکا تھا اور یہ کہ مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے منجانب اللہ ہونے پر انہیں یقین ہو چکا تھا۔ اسی یقین کیوجہ سے انہوں نے توبہ اور رجوع کے خط لکھے اور اس توبہ اور رجوع کے باعث خدائے غفور الرحیم کی رحمت نے ان کی دستگیری کر کے ان کو موت سے بچا لیا۔

Digitized by Khilafat Library

اور یہی امر تھا جو قبل از وقت بذریعہ الہامی پیشگوئی بتایا جا چکا تھا کہ مرزا احمد بیگ صاحب کی وفات کے بعد توبہ و تضرع کیوجہ سے دو موتوں میں سے ایک ہی موت پر عذاب کا سلسلہ رُک کر رحمت خداوندی میں بدل جائیگا۔ [1]

---

[1] مرزا سلطان محمد صاحب کا مندرجہ بالا بیان ۱۹۱۳ء اور ۱۹۳۱ء کا ہے۔ مگر بعد ازاں ۱۹۲۳ء میں ایک اور بیان انکا اخبار اہلحدیث میں شائع ہوا ہے کہ "مَیں پیشگوئی کی وجہ سے نہیں ڈرا" (بحوالہ تفہیمات ربانیہ) مگر اس بیان کی غلطی مندرجہ ذیل دلائل کی وجہ سے بالکل ظاہر ہو رہی ہے:۔

(۱) اخبار الفضل والا بیان پہلے کا ہے اور اہلحدیث والا بعد کا۔ اور شہادت کی رُو سے پہلا بیان ہی قابل تسلیم ہوتا ہے اور قرآن کریم میں بھی ہم یوں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ مصیبت کی گھڑی میں انسان بصد عجز و نیاز مولیٰ کے حضور دُکھ سے بچائے جانے کیلئے دُعا کرتا ہے مگر جب فضل خداوندی بلاء کو ٹال دیتا ہے تو بعد ازاں آہستہ آہستہ اس رجوع الی اللہ کا اثر زائل ہو کر توبہ کے نور کو مٹا کر دوبارہ ظلماتی اثر کو غالب کر لیتا ہے اور وہ خدا سے مُنہ موڑ لیتا ہے۔

(۲) پہلا بیان مفصل ہے اور تفصیل ایک نورِ قلب اور دلی یقین پر دلالت کرتی ہے مگر دوسرا بیان اپنے اختصار میں شک و شبہ اور خوف کی جھلک رکھتا ہے۔

(۳) پہلا بیان مدلّل ہے۔ مثلاً یوں کہ آریوں اور عیسائیوں کی پیشکردہ دولت کو رد کرتے ہوئے نالش پر آمادہ نہ ہونا۔ مگر دوسرا بیان دلیل سے خالی ہے۔

(۴) پہلا بیان قسمیہ ہے۔ حلفاً بیان کیا گیا ہے کہ مجھے اس پیشگوئی کی صداقت پر یقین ہے "مَیں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے بھی شک و شبہ کا باعث نہیں ہوئی ...... مَیں قسمیہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحبؑ پر ہے میرا خیال ہے کہ آپکو بھی جو بیعت کر چکے ہو اتنا نہیں ہوگا۔" مگر دوسرا بیان حلفی نہیں۔ یہ چار دلائل پختہ ثبوت اس بات کا دیتے ہیں کہ سچائی اسی بیان میں ہے جو ایک مفصل ہ

۴۔ پیشگوئی کا فاتحانہ انجام:۔

معزز ناظرین! ——————— تمام واقعات پر تفصیلی نگہ ڈالنے سے یہ امر اظہر من الشمس ہوگیا کہ قبل از وقت بیان کردہ تمام تفاصیل کے مطابق پیشگوئی پوری ہوچکی۔

بیان کیا گیا تھا کہ "اس رشتہ کی درخواست کی ہمیں کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ خدا تعالیٰ خود تمام خاندانی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے اور کریگا" سو ایسا ہُوا۔ کہ مرزا احمد بیگ صاحب کے خاندان کی بے تعلقی کی وجہ سے کوئی بھی خاندانی ضرورت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی پوری ہونے کے بغیر نہ رہی۔ اور حضور کے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے تمام برکتوں سے پُر کر دیا۔ شرافت نجابت اخلاق علم دولت شہرت کثرت اولاد اور نسل ہر قسم کی برکات اس خاندان پر بارش کی مانند نازل ہوئیں۔ اور اہل بصیرت کیلئے اس میں کُھلا کُھلا نشان ہے۔

بیان کیا گیا تھا کہ "اس رشتہ کے لئے درخواست کرنے کا موجب ہماری اپنی احتیاج یا ضرورت نہیں تھی (کیونکہ ہمارے لئے تمام خاندانی برکات کا متکفّل خود خدائے تعالیٰ ہے) بلکہ اس رشتہ کو قبول کرنا خود مرزا احمد بیگ صاحب ہی کے خاندان کی دینی و دنیوی بہبودی اور نجات کا باعث بننا تھا اور ردّ کرنے کی صورت خود اسی خاندان کے لئے نحوست بربادی اور ہلاکت کا موجب ہونیوالی تھی" سو ایسا ہی ہُوا۔ روحانی بصیرت کے فقدان کی وجہ سے وہ خاندان خود اپنی ہی بہبودی اور نجات کی راہ کو شناخت نہ کر سکا اور ہلاک اور برباد ہوگیا۔ اور یہ ساری تباہی رشتہ کی درخواست کو ردّ کرنے کے بعد نازل ہوئی۔ کیا اے سلیم الطبع ناظرین ان تمام ہلاکتوں کو دیکھ کر بھی (جن کا مفصّل ذکر گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے) آپ کو اللہ تعالیٰ کا مخفی ہاتھ کام کرتا ہُوا دکھائی نہیں دیتا؟

بتایا گیا تھا کہ "توّاب اور رحیم خدا عذاب کے نزول میں وقفہ بھی ڈالتا رہیگا تا باقیماندہ ممبران خاندان کو مولیٰ کریم کی طرف رجوع اور توبہ کا موقعہ میسّر آسکے اور انہیں ایمان نصیب ہو" سو ایسا ہی ہُوا کہ خدائی قہر کا ان کے در و دیوار پر ہیبتناک نزول کا مشاہدہ کرنے والوں کے لئے ہدایت کا موجب ہُوا اور اب اس خاندان کے تقریباً تمام کے تمام افراد خدا کے فرستادہ کے سامنے زانوئے ادب خم کر چکے ہیں اور بیعت کر کے حلقۂ غلامی میں داخل ہو چکے ہیں۔ اے سعید دوستو! کیا عذاب اور رحمت کی شقیں بعینہٖ اسی طرح پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ قبل از وقت بیان کی گئی تھیں؟

پھر بیان کیا گیا تھا کہ "نکاح دوسری جگہ کرنے کی صورت میں مرزا احمد بیگ اور ان کے داماد (مرزا سلطان محمد صاحب) ایک میعاد مقرّرہ میں فوت ہوجائینگے بشرطیکہ عجز و بکا گریہ و زاری کے ساتھ توبہ نہ کریں۔ اور یہ بھی بتا گیا تھا کہ ان دو موتوں میں سے ایک کی موت ان میں آہ و بکا پیدا کرنے کا موجب ہوجائیگی اور گریہ و زاری کے ساتھ وہ توبہ کرینگے اور ان کے عجز و بکا کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا حکم دوسری

موت کو روک لیگا"۔ چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہُوا۔ مرزا احمد بیگ صاحب کی وفات نکاح سے چھ ماہ کے اندر اندر واقعہ ہو گئی۔ اور ان کے اقارب اور مرزا سلطان محمد صاحب پر تمرد سرکشی اور مقابلہ کی بجائے عجز و نیاز اور توبہ اور رجوع کے خیالات غالب آ گئے۔ اور رحیم و کریم مقتدر بالا رادہ ہستی نے قبل از وقت بیان کردہ شرط کے مطابق اپنے رحم سے دوسری موت کو ٹال دیا ۔

اور بیان کیا گیا تھا کہ رحمت الٰہی سے صرف ایک موت کے واقعہ ہونے سے (اور دوسری موت کی تنسیخ اور اس کے نتیجہ میں نکاح کی تنسیخ کی وجہ سے) خدا تعالیٰ کے فرستادہ اور اسکی عزیز جماعت پر چند شدید مخالفین کی طرف سے بد اخلاقی سے حملے کئے جائینگے۔ جیسا کہ فرمایا تھا۔ "یموت و یبقیٰ منہ کلاب متعددۃ"۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام مبارک میں بعض اوقات بظاہر سخت الفاظ کا بھی استعمال فرماتا ہے مگر یہ الفاظ بطور گالی کے نہیں ہوتے بلکہ بندوں کا خالق و مالک بطور جج کے وہ الفاظ بطور امر واقعہ کے استعمال فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی اعلیٰ طاقتیں دیکر بھیجا ہے (لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم) کہ ان کے صحیح استعمال سے بلند پروازی کرتا ہُوا انسان اپنے آسمانی محبوب کا پیار حاصل کرتا اور اس کی ملاقات کا انعام پاتا ہے۔ مگر جب انسان ان طاقتوں کو محض حیوانی یا شہوانی جذبات کے نیچے دبا لیتا ہے تو احکم الحاکمین کی نگہ میں یہ انسان نہیں رہتا بلکہ حیوان بن جاتا ہے۔ انہی معنوں میں دہریت اور مادیت کے رنگ سے رنگین لوگوں کی نسبت فرماتا ہے اولٰئک کالانعام۔ یہ تو چوپائیوں اور حیوانوں کی مانند ہیں جو محض کھانے پینے اور شہوانی اغراض تک اپنے کاموں کو محدود رکھتے ہیں۔ علماء سو یعنی علماء بے عمل کے متعلق فرمایا۔ کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ یعنی ان کی حالت تو گدھے کی حالت کی طرح ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لادا جائے۔ اسی طرح ایک اور بد کار کے متعلق فرماتا ہے۔ فمثلہ کمثل الکلب۔ اسکی حالت (انسان کی بجائے) کُتے کی سی ہو گئی۔ اسی طرح سے آسمانی نکاح کے ضمن میں بھی فرمایا۔ یموت و یبقیٰ منہ کلاب متعددۃ۔ یعنی صرف ایک موت کے واقعہ ہونے اور دوسری کی تنسیخ کی وجہ سے بعض شدید مخالفین ایسے طریق پر حملہ آور ہونگے جو شرفاء پر کتوں کے حملے سے مشابہ ہونگے۔

پیشگوئی کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ اپنی تمام تفاصیل کے مطابق یہ پیشگوئی ایسی وضاحت سے پوری ہوگی اور دشمن کی آنکھیں اس کی صداقت کی چمک سے اسقدر چندھیا جائینگی کہ اُسے سوائے اسکے کوئی چارہ نہ ہوگا کہ فحش کلامی کے اوچھے ہتھیار استعمال کرے۔ اور محض کریہہ آوازوں اور مُنہ کی پھونکوں سے آسمانی چاند کے نور کو بجھانے کی عبث کوشش کرے۔ اور واقعہ میں عملی طور پر تمام سعید اور سلیم الطبع شرفاء اس امر کو بخوبی پہچان چکے ہیں۔ کہ احمدیہ جماعت پر احرار کا حملہ سچ مچ ایسی ہی خصوصیات اپنے اندر رکھتا ہے۔

ایک دنیا جانتی ہے کہ ایک غریب الطبع اور پُر امن اور با اخلاق جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کے چیدہ چیدہ بدگوؤں نے تحریری اور تقریری طور پر وہ فحش کلامی استعمال کی ہے کہ آج تک کسی گذشتہ نبی اور اس کی جماعت کے منکروں نے نہ کی تھی۔ یہ تمام گندہ دہانی جس سے شرافت مارے شرم کے منہ چھپاتی ہے، جو احراری گروہ نے استعمال کی ہے حقیقتاً خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی غریب جماعت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا رہی بلکہ خود انہی کی ہلاکت اور قوم کے نوجوانوں کے اخلاق کو بگاڑ رہی ہے۔ ورنہ جماعت احمدیہ تو بوجہ اس صبر کے جو محبوب آسمانی کی محبت میں سرشار ہونے کی وجہ سے اسکے حصہ میں آیا ہے اندرونی طور پر خدا تعالیٰ کے پیار کے ہاتھ کو اپنی طرف بڑھتا دیکھتی اور اپنی روح کو عشق کے جذبہ سے اور بھی اُس معشوق کی طرف کھینچتا ہوا محسوس کرتی ہے ؎

اے سعید دوستو! آپ غور تو کرو۔ جب ایک بہادر انسان بھی اس امر کو اپنی شان شجاعت کے خلاف جانتا ہے کہ ہتھیار ڈال دینے والے حریف پر ہاتھ اُٹھائے تو کیونکر گمان کر سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ جو شجاعت اور رحم میں سب سے بڑھ کر اور لیس کمثلہ شیءٌ کا مصداق ہے گریہ وزاری اور توبہ کرنے والے خائف بندوں سے عذاب کو نہ ٹالے؟ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ کے یہی معنی ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی صفات اور سُنّت کو محض لوگوں کے شور و غوغا کی وجہ سے کیونکر تبدیل فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؎

Digitized by Khilafat Library

اور اپنے محبوب آسمانی کے عشق کے نشہ میں مخمور رہنے والے بندے بھی دُنیا کے شور و غوغا کی پریشہ کے برابر پروا نہیں کرتے۔ انہیں اس سے کیا واسطہ کہ دُنیا کیا کہتی ہے۔ اُنہوں نے تو آسمانی معشوق ہاں اُس کے حُسن کامل کے جلوہ کو دیکھا اور اس کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ اُس بادشاہ کے علم غیب کا نشان بھی ظاہر ہوا اور اس کی صفت شدید العقاب نے بھی جلوہ دکھایا اور اُس توّاب کی رحمت نے بھی حالات کی تبدیلی کے مطابق جھلک دکھلائی۔ خدا کے بندے تو اسی پر راضی ہو گئے ہیں کہ:- ع آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

اُس پیارے کو بھی علم تھا کہ میرے مسیحؑ اور اس کی غریب اور عزیز جماعت کا تمام دُنیوی سامان ساتھ چھوڑ دینگے۔ وہ قوم جس کے مذہب کی حمایت میں خدا کا جرنیل دشمنوں کے مقابل میں اُٹھا وہ بھی اس رحمانی فوج کی پیٹھ پر تیر چھوڑیگی اور حکومت بھی اس نہتی جماعت کا ساتھ چھوڑ دیگی۔ اسی لئے تو وہ پیار کے لہجہ میں فرماتا ہے انت معی وانا معک یعنی دنیا نے تمہارا ساتھ چھوڑ دینا ہے مگر مَیں تمہارے ساتھ ہوں اور تم میرے ساتھ ہو ؎

وہ ایک وفادار معشوق ہے:-

ع :- نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے

پس یہ جماعت تمام ملامتوں سے اور تمام مخالفتوں کے انجام سے بے خوف ہو کر آسمانی نشان کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہے۔ آؤ! دوستو!! ہم پہلے سے بھی بڑھ کر آسمانی نکاح والے نشان کا تذکرہ کریں اور خدا کے بندوں کو کھول کھول کر سُنا دیں کہ اسی نشان میں آسمانی حُسن و جمال کی وہ چمک ہے کہ جسمانی رشتہ تو کیا وہ سارا خاندان مسیح موعود علیہ السّلام کے ساتھ روحانی رشتہ کا حقیقی اور دائمی تعلق پیدا کر چکا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر اور کونسے رشتہ کی انتظار باقی ہے۔ وہ خاندان جو دن رات تمسخر استہزاء اور کلامِ الٰہی کی ہجو میں مصروف رہتا تھا وہ اب خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی سچی تعریف اور حمد میں مشغول ہے۔ جبھی تو اس پیشگوئی کے انجام کے طور پر خدا کے الہام نے قبل از وقت بتا دیا تھا عسیٰ ان یبعثک ربّک مقامًا محمودًا۔ کہ وہ زمانہ دُور نہیں جب اس خاندان میں تیری تعریف ہی تعریف ہو گی۔

Digitized by Khilafat Library

اے ناظرین! اور اس مختصر مضمون کو پڑھنے والے دوستو!! غور کرو۔ کہ وہ مباحثہ اور وہ جنگ جس میں دشمن کی فوج کا ایک حِصّہ مارا جائے اور دوسرا حِصّہ نہ صرف شکست کا اعتراف کرے بلکہ اپنے حریف کی سچّائی کا دلی اقرار کر کے اس کی غلامی کا جُوا اپنی مرضی سے اپنی گردن پر قبول کر کے اس کی بیعت میں داخل ہو جائے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مدِّ مقابل ساحروں کی مانند اٰمنّا برب موسیٰ کا اعلان بھی کر دے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی فتح ہو سکتی ہے۔

سو اپنے دلوں میں خدا کی محبّت اور خوف قائم کر کے عاجزی پیدا کرو اور خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور پر تکبّر نہ کرو بلکہ سجدہ شکر میں گر جاؤ کہ اسی میں تمھاری زندگی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے اور ہم سب کے ساتھ ہو اور ہمارا انجام اُسی آقا کے قدموں میں ہو۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ختم نبوت کے متعلق غیر احمدی زعماء کے اہم اعتراضات کے جوابات

(از قلم جناب مولوی غلام احمد صاحب مجاہد)

غیر احمدی زعماء کے اہم اعتراضات دو ہی ہیں۔ اوّل اعتراض ان کا قرآن کریم کی آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما کے لفظ خاتم النبیین کی وجہ سے ہے۔ اور دوسرا اعتراض چند حدیثوں کی بنا پر ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی یا لوکان بعدی نبی وغیرہ الفاظ فرمائے ہیں ٭

اعتراض اوّل کی بنا وہ عربی ڈکشنریاں ہیں جن میں خاتَم بفتح تا اور خاتِم بکسر تا کے ایک ہی معنی بیان کئے گئے ہیں یعنی ختم کرنے والا یا آخری ٭

ہمیشہ ہمارے مخالفین اس امر پر زور دیتے ہیں۔ کہ جب لغت کی کتابوں میں خاتم کے معنی بھی "ختم کرنے والا" یا "آخری" کے ہیں۔ تو لازماً خاتم النبیین کے معنی "نبیوں کا ختم کرنے والا" یا "نبیوں کا آخری" کے ہونگے۔ اور جب یہی معنی ہوئے تو اس صریح الدلالت آیت کی موجودگی میں یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے یا آگیا یا یہ کہ کوئی نبی آئیگا یقیناً غلط ہوا ٭

احمدی احباب کی طرف سے اس اعتراض کے کئی جوابات حسب موقع و محل دیئے جاتے ہیں میں ان جوابات کو اس جگہ بیان کر دیتا ہوں کیونکہ وہ سب اپنی ذات میں صحیح ہیں۔ اسی لئے اپنے اپنے موقع پر ہر جواب ایسے مخالف کو جو محقق ہو اور متعصب نہ ہو ساکت کر دیتا ہے کوئی مخالف کسی جواب سے خاموش ہو جاتا ہے اور کوئی مخالف کسی دوسرے جواب پر حیران رہ جاتا ہے ٭

جواب نمبر ۱ ۔ خاتم کے معنی اگر "ختم کرنے والا" یا "آخری" کے کئے جائیں تو یہ آیت خاتم النبیین قرآن کریم کی متعدد ایسی آیات سے ٹکراتی اور معارض پڑتی ہے جن میں خدا تعالیٰ نے واضح اور صریح الدلالت الفاظ کے ساتھ اُمت محمدیہ کو آئندہ غیر تشریعی نبوت کا وعدہ دیا ہے اور بعض آیات میں اس مقام نبوت کو حاصل کرنے کی آرزو دلائی ہے اور چونکہ وہ آیات متعدد ہیں۔ اور باہم دیگر ایک دوسرے کی مؤید و مصدق ہیں یعنی ان سب کا ایک ہی مفہوم و مطلب ہے اس لئے اُن سب کے مقابل پر آیت خاتم النبیین کے وہی معنی صحیح ہونگے جن سے اُن بیس تیس آیات کی تصدیق و تائید نکلتی ہو نہ ایسے معنی جن کی وجہ سے یہ ایک آیت اُن کئی آیتوں کے مخالف ثابت ہو۔ کیونکہ قرآن کریم باوجود ذوالوجوہ اور کثیر المعانی اور کثیر المطالب ہونے کے پھر بھی باہم متحد اور متفق ہے باہم مخالف نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ نزل احسن الحدیث کتاباً متشابھاً مثانی الآیۃ (زمر ع ۳)

یعنی خداتعالیٰ نے اس اعلیٰ حدیث کو کتاب کی صورت میں اُتارا ہی کہ وہ باہم بلحاظ مضامین ایک دوسرے کے مشابہ ہی اور گویا ایک ہی مضمون بار بار دُہرایا جاتا ہی حدیث میں بھی آتا ہی کہ یفسّر بعضہ بعضاً یعنی قرآن کا بعض حصّہ اس کے بعض دوسرے حصّے کی تفسیر و تشریح اور تصدیق کرتا ہی عقل بھی اس امر کی مؤیّد ہی - کہ قرآن کریم میں ایسا اختلاف قطعاً نہیں ہونا چاہیئے کہ چند آیات تو آئندہ دروازہ نبوّت کو مفتوح قرار دیں اور ایک آیت کا ترجمہ اس دروازہ کو مسدود ثابت کرے پس ڈکشنریوں والے گو خاتم کے معنی آخری یا ختم کرنے والا ہی لکھیں . مگر چونکہ قرآن اِن معنوں کی تائید نہیں کرتا بلکہ اس معنی کرنے سے قرآن کا بعض حصّہ دوسرے بعض کے خلاف پڑتا ہی اس لئے یہ معنی ("آخری" یا "ختم کرنے") مراد نہیں ہو سکتے ۔

وہ آیات جن سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد باب نبوّت مفتوح ثابت ہوتا ہے متعدد ہیں اور احمدیہ لٹریچر میں بار بار اُن پر مفصّل بحث کی گئی ہی اور اگر میں ہر آیت سے استدلال کرنے لگوں تو میرا مضمون بہت لمبا ہو جائیگا اس لئے ان میں سے بعض آیات کو صرف درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ پڑھنے والے احباب اِن آیات پر غور و فکر کرکے صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں :-

(۱) ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبیّن والصدّیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئك رفیقا ذالك الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما (نساء ۹)

(۲) ماکان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتّی یمیز الخبیث من الطیّب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رُسُلہ من یشاء فاٰمنوا باللہ ورُسُلہ وان تؤمنوا وتتّقوا فلکم اجرٌ عظیم (آل عمران ۱۸)

(۳) کنتم خیر امّة اخرجت للنّاس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ (آل عمران ۱۲)

(۴) اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (فاتحہ)

(۵) قال انّی جاعلك للنّاس اماما قال ومن ذرّیتی قال لاینال عھدی الظالمین (بقرہ ۱۵)

(۶) یا بنی اٰدم امّا یأتینّکم رُسُل منکم یقصّون علیکم اٰیاتی فمن اتّقی واصلح فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون (اعراف ۴)

(۷) وعد اللہ الّذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّالحات لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدّلنّھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالك فاولٰئك ھم الفاسقون (نور)

(۸) اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رُسُلاً ومن الناس ان اللہ سمیعٌ بصیر (حج آخر)

(۹) رفیع الدرجات ذوالعرش یلقی الرُّوح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ ان انذر یوم التلاق (مومن)

(۱۰) واذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدّقاً لما بین یدیّ من التوراۃ
ومبشّراً برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد (صف ۱)

(۱۱) ھوالذی بعث فی الامیّین رسولاً منھم یتلو علیھم اٰیاتہ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لفی ضلال مّبین واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذالک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (جمعہ ۱)

(۱۲) یاایّھا الّذین اٰمنوا اتّقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نوراً تمشون
بہ ویغفر لکم واللہ غفور رّحیم - (حدید ع۴)

(۱۳) واذ اخذنا من النّبیّین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسی ابن مریم
واخذنا منھم میثاقاً غلیظاً (احزاب ۱) دوسری جگہ اس میثاق کا جو آنحضرتؐ اور دیگر انبیاءؑ سے
کیا گیا یوں ذکر کر دیا ہے کہ واذ اخذ اللہ میثاق النّبیّین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثمّ جاءکم
رسولٌ مصدّق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنّہ (آل عمران ۹)

جواب ع۲ء۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خاتم النّبیین والی آیت کے نزول کے یقیناً بعد اپنی اُمّت کو ایسے ارشادات فرمائے ہیں جن میں آئندہ نبوّت کے وجود کی بشارت دی گئی ہے۔ اُن ارشادات کو مدّنظر رکھتے ہوئے بالضرور یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ چونکہ قرآن کریم آپؐ پر نازل ہُوا آپؐ ہی اوّل المخاطب تھے آپؐ لتبیّن للناس مانزل الیھم کی تصریح کے مطابق بہترین مفسّر قرآن تھے عقل بھی یہی کہتی ہے کہ آپؐ سے بڑھ کر کوئی انسان بھی قرآن کا سمجھنے والا نہ ہو۔ اس لئے جب آپؐ نے خاتم النّبیین سے "نبیوں کا آخری" یا "نبیوں کا ختم کرنیوالا" خود کو نہیں سمجھا کیونکہ آپؐ نے اپنے بعد نبوّت کے اجراء وامکان کو بالتصریح بیان کیا ہے۔ تو گو لغت والوں نے "خاتم" کے معنی ختم کرنے والا یا آخری کئے ہوں ہم وہ معنی خاتم النّبیین سے نہیں مراد لے سکتے۔ اسلئے کہ اُن معنوں کے اختیار کرنے سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مندرجہ ذیل تصریحات کی مخالفت لازم آتی ہے عاذنا اللہ منھا

حدیث اوّل:۔ اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کی وفات پر فرمایا اِنّ لہٗ مرضعاً فی الجنّۃ ولو عاش لکان صدّیقاً نبیّاً (ابن ماجہ) کسی درجہ کو بند سمجھنے والا انسان کسی دوسرے ہونہار شخص کی وفات پر کبھی نہیں کہتا کہ اگر یہ شخص زندہ رہتا تو وہ درجہ پالیتا، بحالیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ درجہ تو منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ اس صورت میں اس کا یہ فقرہ بالکل غلط اور فضول ہوگا ٭

Digitized by Khilafat Library

حدیث دوئم :- انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء (تفسیر صافی)

حدیث سوئم :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس فیکم النبوۃ والمملکۃ (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۷۹)

بعض روایتوں میں یہ حدیث "الخلافۃ فیکم والنبوۃ" کے الفاظ سے آئی ہے ۔

حدیث چہارم :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبی (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۳۸)

حدیث پنجم :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر سید کہول اہل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین (ترمذی و ابن ماجہ)

حدیث ششم :- انا اکرم الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر (مشکوٰۃ کتاب الفضائل)

حدیث ہفتم :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم تکون ملکا عاضا فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہ اللہ ثم تکون ملکا جبریۃ فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق آخر)

جواب ع۳ :- خود اس آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما کا سیاق و سباق ان معنی (آخری یا ختم کرنے والا) کی تردید کر رہا ہے۔ کیونکہ اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ سورہ احزاب حضرت زینب رضی کے نکاح مبارک پر مخالفوں کے اعتراضات اور متبنّی کی رسم کو غیر صحیح قرار دینے کیلئے اتری ہے (فتح البیان جلد ۷ ص ۲۴۹) جس کی تفصیل یوں ہے کہ اس سورۃ کے شروع میں خدا تعالیٰ نے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم فرما کر (بحکم الکنایۃ ابلغ من التصریح) واضح الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ نبی ہونے کے مومنوں کا باپ قرار دیا چنانچہ اسی وجہ سے بزرگان سلف نے مندرجہ ذیل تصریحات کی ہیں :-

(۱) وقال مجاھد کل نبی ابو امتہ ولذالک صار المومنون اخوۃ (فتح البیان جلد ۷ ص ۲۵۱)

(۲) قال النسفی کل رسول ابو امتہ فیما یرجع الی وجوب التوقیر والتعظیم لہ علیہم ووجوب الشفقۃ والنصیحۃ لہم علیہ (فتح البیان جلد ۷ ص ۲۸۶)

(۳) وفی قراءۃ ابن مسعود النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم وھو اب لھم (فتح البیان جلد ۷ ص ۲۰۱)

(۴) وعن بجالۃ قال مر عمر ابن الخطاب بغلام وھو یقرء فی المصحف وازواجہ امہاتہم وھو اب لھم (فتح البیان جلد ۷ ص ۲۵۲)

سو متبنّی کی رسم کو باطل کرتے وقت جب اول وما جعل ادعیاءکم ابناءکم فرما کر تصریح کر دی

کہ مُنہ بولا یا ہُوا شخص بیٹا نہیں ہوتا صرف قولکم بافواھکم یعنی مُنہ کی کہی ہوئی ایک بات ہوتی ہے جس کا اثر خارج پر کچھ نہیں پڑتا۔ چنانچہ حضرت زید جو قبل ازیں بوجہ آنحضرتؐ کے متبنّیٰ ہونے کے زید بن محمدؐ کہلاتے تھے۔ اب اس حکم کی بنا پر زید بن حارث کہلانے لگے اور بعدازاں واقعہ جب انہوں نے اپنی بیوی کو کسی وجہ سے طلاق دیدی تو خدا تعالیٰ نے تبنّیٰ کی رسم کو بکلّی باطل کرنے کیلئے دوم یہ تجویز کی کہ انھی حضرت زینبؓ کا نکاح آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کردیا۔ تو مخالفوں نے جب شور مچایا کہ محمدؐ نے گویا اپنی بہو سے شادی کرلی ہے تو اس اعتراض کے جواب میں خدا تعالیٰ نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین وکان اللّٰہ بکلّ شیءٍ علیما نازل فرمائی تو چونکہ صرف "ما کان محمد ابا احد من رجالکم" کے جملے سے کچھ شبہ پڑتا تھا جسے دُور کرنے کیلئے ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین کے دو اضافی جملے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدح میں فرمائے گئے۔

عربی علوم سے واقفیت رکھنے والا شخص اس امر سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ حرف لکن استدراک کیلئے آتا ہے لیکن تاہم بطور یاد دہانی ہی سہی میں یہاں دو حوالے اس امر کی تائید میں پیش کرتا ہوں کہ لکن کا حرف ہی خود اس امر کا ثبوت ہے کہ پہلے جملے سے جو شبہ پیدا ہوتا ہو اُسے دُور کرنے کیلئے لکن اور بعد کے جملے بیان کئے جاتے ہیں

Digitized by Khilafat Library

(۱) لکن للاستدراک ومعنی الاستدراک رفع توھم من الکلام المتقدم تتوسط بین کلامین متغایرین نفیا واثباتا معنیً (شرح جامی)

(۲) ولکن خفیفۃً وثقیلۃ للاستدراک وھو رفع التوھم الناشی عن السابق وشرطہ الاختلاف کیفا ولو معنیً (مسلم الثبوت)

لیکن اسی پر بس نہ کرکے میں اس امر کا ثبوت بھی دیتا ہوں کہ پہلے بزرگوں نے بھی پہلی کلام سے شبہ ہونا تسلیم کیا جس کے دُور کرنیکے لئے خدا تعالیٰ نے بعد کے جملے فرمائے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ انہ لما نفیت ابوتہ مع اشتھار ان کلّ رسول اب لامتہ ربّما یوھم نفی رسالتہ فاستدرک ذالک (شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۷۵) اب غور کرنے سے یہ بات واضح ہوجائیگی۔ کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے لکن حرف کے بعد دو اضافی جملے بیان فرمائے ہیں۔ اس لئے ما کان محمد ابا احد من رجالکم سے فی الواقعہ دو اعتراض اور شبہے پیدا ہونے ہونگے ورنہ اگر ایک ہی اعتراض ہوتا تو اسکے لئے ایک ہی جملہ کافی تھا۔ بالخصوص جبکہ لکن حرف کے بعد والے جملے آپس میں بوجہ حرف عاطفہ یعنی واؤ کے کسی کسی پہلو میں مغایر ہیں کیونکہ العطف یقتضی المغایرۃ مشہور قاعدہ ہے جسکی بنا پر دونو اضافی جملوں رسول اللّٰہ اور

خاتم النبیّن میں من وجہ مغایرت ماننی پڑتی ہے۔ سو ان دونو شبہات کی تعیین کرنے کیلئے خود یہی دو اضافی جملے کافی ہیں کیونکہ جواب سے بھی سوال سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے تسلیم کرنا پڑیگا کہ اِن دونو اضافی جملوں میں جن جن امر کو ظاہر کیا گیا ہے اُسی کے خلاف وہ اعتراض تھے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ پہلا شُبہ جو "رسول اللہ" کے اضافی جملے سے قرار دیا جا سکتا ہے وہ یہی ہے کہ مخالفوں نے نفیِ ابوّت سے نفیِ نبوّت پر استدلال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلحاظ نبی اور رسول ہونیکے ہی اُمّت کا باپ قرار دیا گیا تھا۔ تو اب جبکہ آپؐ کو کہدیا گیا کہ آپؐ کسی مرد کے باپ نہیں تو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ کیا آپؐ (خدانخواستہ) نبی بھی نہیں رہے؟ تو اس کا ازالہ ولکن رسول اللہ کہکر کر دیا کہ رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے روحانی ابوّت آپؐ کو حاصل ہے ہم تو جسمانی ابوّت کی نفی کر رہے ہیں کہ جسمانی طور پر کسی نرینہ اولاد کا یہ باپ نہیں کہ تم کہہ سکو کہ بہو سے شادی کر کے اس نے غلطی کی ٭

دوسرا شُبہ جو خاتم النبیّن کے اضافی جملہ سے سمجھا جا سکتا ہے وہ کیا تھا جس کی نفی کیلئے خاتم النبیّن کے الفاظ میں آپؐ کی مدح کی گئی وہ یہ ہے کہ مکّی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر انّ شانئک ھو الابتر کی وحی نازل کر کے آپؐ کے دشمنوں کے مقطوع النسل ہونے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور اب اس آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے معاذ اللہ آپؐ بھی پر اسی زد کے پڑنے کا احتمال تھا۔ اسلئے اس دوسرے شُبہ کے ازالہ کیلئے خاتم النبیّن کا لفظ زائد کیا گیا کیونکہ انّ شانئک ھو الابتر میں رُوحانی جانشینی مدِّ نظر ہے۔ کہ تیرے شدید مخالفوں کے جانشین کم ہوتے جائینگے۔ اس لئے مقابل پر اسی امر کی تصریح ضروری تھی۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی جانشین نہ ایک دو بلکہ متعدّد ہونگے جو اِس کی قوّت قدسیہ لیکر کھڑے ہونگے اور اس کے مشن کو قائم کرینگے ٭

لیکن چونکہ وہ جانشین جنکے وجود کی بشارت ضروری تھی تاکہ ابتر والے احتمال کا ازالہ ہو جائے اُن کا ذکر رسول اللہ کے لفظ میں اُسی حد تک مُضمر ہو سکتا تھا جس حد تک پہلی اُمّتوں میں گذشتہ انبیاءؑ کے ماننے والوں میں اُن جانشینوں کا وجود پایا جاتا تھا اور ویسے ہی جانشینوں کے ہونے سے بھی گو آپؐ ابتر والے احتمال سے بالکل بَری ثابت ہوتے تھے مگر خیرِ اُمّت کے مناقب اور سیّد الاوّلین والمرسلین اور لولاک لما خلقت الافلاک وغیرہ تمام دعاوی حقّہ اور حقائق ثابتہ کی موجودگی میں آپؐ کی شان بہت اعلیٰ و ارفع تھی۔ اور اُمّت محمدیّہ میں اُن سابقہ جانشینوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر بزرگوں نے پیدا ہونا تھا اسلئے خاتم النبیّن کا جملہ لایا گیا۔ کہ ہمارے اس رسولؐ کی جانشینی اُسی حد تک نہ سمجھو جو عام رسولوں والی ہے بلکہ اس کی جانشینی اُن گذشتہ انبیاءؑ کے جانشینوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ وہ نبی تو اپنے اتباع کو صرف صدّیقین تک پہنچاتے تھے۔ یہ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس لئے مبعوث کیا گیا۔ کہ رُوحانی فیض رسانی کا اعلیٰ

ثبوت دے اور صدیق سے اعلیٰ مقام یعنی نبی کے مقام تک پہنچائے *

اب غور کا مقام ہے کہ مندرجہ بالا سیاق و سباق و تاریخی واقعات کے ہوتے ہوئے بھی اگر خاتم النّبیّن کے معنی "آخری نبی" یا "ختم کرنے والا نبیوں کا" قرار دیئے جائیں۔ تو اس صورت میں خاتم النّبیین کا اضافی جملہ کسی شبہے کا ازالہ کرنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ والا قرار پائیگا یا اُس شُبہ کی مزید تائید کرنے والا؟ مَیں اس موقعہ پر ایک جلیل القدر عالم (جو غیر احمدی احباب کی نظروں میں بہت برگزیدہ ہستی ہیں) کی عبارت درج کردینا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے وضاحت کردی ہے کہ "خاتم النّبیّن" کے معنی "آخری نبی" کرنے سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدح نہیں ہوتی ہے۔ اور آیت مذکورہ مقام مدح میں وارد ہوئی ہے۔ اس لئے یہ معنی (آخری نبی کے) صحیح نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ مولانا محمّد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دار العلوم دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس کے صٓ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اوّل معنی خاتم النّبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دِقّت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپؐ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم و تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیّن فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟"

اس حوالہ سے دو باتیں صریح طور پر ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ خاتم النّبیّن کے معنی جو "آخری نبی" کئے جاتے ہیں۔ یہ عوام کے معنی ہیں۔ اہل فہم کے معنی نہیں ہیں۔ دوئم یہ کہ یہ آیت مقام مدح میں وارد ہوئی ہے اور آنحضرتؐ کو بلحاظ زمانہ کے آخری نبی قرار دینا آپؐ کی مدح میں صحیح نہیں ہوسکتا۔ گویا خاتم النّبیّن کے کچھ اور معنی کرنے چاہئیں۔ جو مقام مدح کے مناسب ہوں نہ "آخری نبی" کے کیونکہ آخری نبی کے معنی مدح کے مناسب حال نہیں ہیں۔ پس جواب سوئم کا حاصل مطلب یہ ہے کہ یہ آیت مقام مدح میں ہے اس آیت کا سیاق و سباق "آخری نبی" یا "ختم کرنیوالا نبیوں کا" معانی کا متحمل نہیں ہے *

جواب ۴ :۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ مبارک سے آجتک جسقدر علماء ملّت اسلامیہ میں پیدا ہوئے ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ علماء جن کو علماء ظواہر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور دوسرے وہ جن کو علماء رُوحانی کہا جاتا ہے۔ ان دونو گروہوں میں بلحاظ بعض معانی و مطالب شریعت اور استخراج مسائل کے باہم شدید اختلاف چلا آیا ہے جس کے نتیجے میں اوّل الذکر یعنی علماء ظواہر کی طرف سے مؤخر الذکر علماء رُوحانی یعنی ائمہ کرام۔ محدثین۔ صوفیاء۔ اولیاء کرام کو طرح طرح کی اذیتیں تکلیفیں بھی جھیلنی پڑی ہیں مثلاً کفر۔ فسق۔ ارتداد۔ ضال۔ مضل۔ زندیق وغیرہ الفاظ سے اُن کو ملقب کیا

جاتا رہا گھر سے بے گھر کئے گئے۔ اعضاء بدنی ہاتھ آنکھیں وغیرہ جدا کر دی گئیں قید میں ڈالا گیا۔ زہر دیکر مارا گیا۔ وغیرہ ذالک ؛

Digitized by Khilafat Library

دونو فریق کی تاریخ پڑھنے سے علاوہ مندرجہ بالا حقیقت واضح ہونے کے یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک قلیل تعداد علماء ظواہر میں سے ایسی ہوئی ہے جنہوں نے کچھ رنگ علماء روحانیین کا حاصل کیا۔ جس کے نتیجے میں ایسے قلیل التعداد علماء ظواہر نے اپنے گروہ سے بعض مسائل میں ضرور اختلاف کیا مثلاً جہاں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر میں ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو شان نبوت کے صریح منافی ہیں وہاں ایسے قلیل التعداد بزرگ بھی موجود ہیں جنہوں نے اُن فضول باتوں کی شدید تردید کی ہے۔ بالکل ایسے ہی امر متنازعہ فیہ میں بھی تحقیق کرنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ جہاں کثیر حصہ ظواہر کا اگر اس امر کا معتقد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ سب سے آخر نبی ہیں۔ اور گویا نبیوں کے وجود کو ختم کرنے والے ہیں۔ تو بعض علماء ظواہر ایسے بھی موجود ہیں جنہوں نے علماء روحانیین کا مسلک اختیار کیا ہے۔ اور اس معرکۃ الآراء آیت کا وہی مفہوم بیان کیا ہے جو آج جماعت احمدیہ بیان کر رہی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حوالجات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ قولوا انّه خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبي بعده (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی اے لوگو! یہ امر تو بے شک بیان کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاءؑ ہیں مگر یہ امر بیان نہ کرو (کہ گویا آپؐ ایسے خاتم ہیں) کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ؛

معلوم ہوا "خاتم الانبیاءؑ" اور کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ دونو باتوں میں شدید اختلاف و تضاد ہے دونو باہم جمع نہیں ہو سکتے اس لئے ایک بات کا کہنا مناسب ہے۔ اور وہ بھی صرف یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاءؑ ہیں وبس ؛

(۲) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں "انّ محمداً صلّى الله عليه وسلم خاتم النّبوّة لا نبوّة تشريع بعده" (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۵۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ اس معنی میں ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی تشریعی نبوت نہیں ہے ؛

اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ شیخ اکبر و کبریت احمر و اکسیر اعظم جیسے القاب والے بزرگ انسان خاتم النبیین کے معنی "ختم کرنے والا تمام نبیوں کا" یا "آخری نبی تمام نبیوں سے" نہیں قرار دیتے ؛

(۳) سید عبد الکریم بن سید ابراہیم جیلی فرماتے ہیں۔ فانقطع حكم نبوّة التشريع بعده وكان

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین (انسان کامل باب ۳۶) یعنی اس لئے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم علم کامل لائے آنحضرتؐ کے بعد تشریعی نبوّت کا حکم منقطع ہو گیا اور آپؐ خاتم النّبیین قرار پائے۔ اس سے بھی عام نبوّت کے بند ہونے کی نفی نہیں ہے صرف کامل علم والی کتاب کے آجانے کی بنا پر تشریعی نبوّت کا حکم منقطع کیا گیا و بس ؛

(۴) حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ اپنی کتاب "مثنوی" میں فرماتے ہیں :-

ختمہائے کانبیاء بگذاشتند ؛ آں بدین احمدی برداشتند
قفلہائے ناکشادہ ماندہ بود ؛ از کف انّا فتحنا برکشود
بازگفتہ از دم او ہر دو باب ؛ در دو عالم دعوتِ او مستجاب
بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود ؛ مثل او نے بود نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست ؛ نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست

(مثنوی مولانا روم دفتر ۶ باب ۲ آخر)

یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بوجہ بے مثل ہونے کے "خاتم" ہیں یعنی اس لئے کہ آپؐ جیسا کوئی نبی نہ پہلے زمانہ میں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ نہ یہ کہ مطلق کوئی نبی نہ ہوگا ؛

(۵) محبوب ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں "حصول کمالات نبوّت مرتابعاں را بطریق تبعیّت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرُّسُل علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والرُّسُل الصّلوٰت والتحیات منافی خاتمیّت او نیست"۔ (مکتوبات امام ربّانی جلد اوّل مکتوب ۳۰۱)

یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی دوسرے شخص کا کمالات نبوّت حاصل کرنا آنحضرت صلعم کے خاتم النّبیین ہونے کے منافی نہیں ہے ؛ معلوم ہوا۔ کہ خاتم النّبیین کے معنی آخری نبی یا ختم کرنیوالے کے نہیں ہیں ؛

(۶) حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی فرماتے ہیں۔ "وختم بہ النّبیّون أی لا یوجد من یأمرہ اللّٰہ سبحانہ بالتشریع علی الناس (تفہیم ۵۳) یعنی آنحضرتؐ کے ذریعہ نبیوں کے ختم کئے جانے کا یہ مطلب ہے۔ کہ آئندہ کوئی ایسا انسان نہیں ہوگا جسے خدا تعالیٰ تشریعی نبوّت کے لئے مامور کرے ؛

(۷) مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔ "بالفرض بعد زمانہ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیّت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا"۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

(۸) مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلی فرماتے ہیں "بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یا زمانے میں

آنحضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شریعت جدیدہ ہونا البتہ ممتنع ہے۔"
(دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ص۱۲)

(۹) حضرت مرزا مظہر جان جاناں فرماتے ہیں۔ "بجز نبوّت مستقلہ کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا اور ممکن نہیں کہ خدا ظلّی طور پر کمالات نبوّت کو بند کر دے کیونکہ اس مبدءِ فیض میں بخل و دریغ ممکن نہیں ہے" (مقامات مظہری ص۸۸)

(۱۰) مولوی حکیم سیّد محمّد حسن صاحب مؤلّف غایۃ البرہان تحریر فرماتے ہیں ۱۔ "اسلام سے نبوّت تشریعی منقطع ہو گئی (کواکب دُریّہ ص۱۴۶) ۲۔ "نبوّت بخصوصیّت الٰہیّہ خبر دینے سے عبارت ہے وہ دو قسم کی ہے ایک نبوّت تشریعی جو ختم ہو گئی۔ دوسری نبوّت بمعنی خبر دادن ہے وہ غیر منقطع ہے" (" ص۱۴۷) ۳۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین ہیں کہ بعد آپؐ کے وحی تشریعی منقطع ہوئی" (" ص۱۸۳)

(۱۱) حضرت علامہ ملّا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔ "قُلتُ مع ھذا لو عاش ابراھیم وصار نبیًّا وکذا لو صار عمر نبیًّا لکانا من اتباعہ صلّی اللہ علیہ وسلّم .... فلا یناقض قولہ خاتم النّبیّین اذ المعنی انّہ لا یاتی نبی ینسخ ملّتہ ولم یکن من اُمّتہ" (موضوعات کبیر ص۵۸-۵۹)

یعنی حضرت عمرؓ اور صاحبزادہ حضرت ابراہیمؑ کا نبی ہو جانا خدا تعالیٰ کے ارشاد خاتم النّبیین کے خلاف نہیں کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ ایسا کوئی نبی نہیں آئیگا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے اور جو آپؐ کی اُمّت میں سے نہ ہو ٭

Digitized by Khilafat Library

اِن چند حوالجات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اُمّت محمّدیّہ میں اگر ایسے علماء بھی ہوئے ہیں جنہوں نے نبوّت کو بکلّی منقطع قرار دیا ہے۔ تو ایسے علماء بھی ہوئے ہیں جنہوں نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اُمّت محمّدیّہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فیض رسانی کا دروازہ کُھلا ہے اور ظلّی نبوّت کا امکان موجود ہے۔ ایسی تصریح کرنے والے علماء نہ صرف جلیل القدر صوفیاء کرام میں سے ہیں بلکہ علماء ظواہر میں سے بھی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم پر خاص رنگ میں غور کرنے کا موقعہ عطا فرمایا ہے ٭

جواب ۵: ۔ خاتَم (بفتح تاء یعنی تا کی زبر کے ساتھ) کے معنی آخری کے جو کئے جاتے ہیں یہ معنی تاویلی ہیں نہ حقیقی۔ یعنی لازم معنی ہیں نہ اصلی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ائمہ لُغت نے اس امر کی تصریح کی ہے:۔

(۱) قال ابو عبیدۃ الوجہ الکسر لأنّ التاویل انّہ ختمھم فھو خاتمھم (فتح البیان جلد ۷ ص۲۸۶)

یعنی ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ یہاں خاتم النّبیین میں خاتَم کا لفظ دراصل خاتِم ہی ہے کیونکہ تاویل اس خاتم النبیین کی یہ ہے کہ آپؐ نے اُن نبیوں کو ختم کیا ہے اور آپؐ اُن کے خاتم ہوئے ہیں ؛

(۲) قولہ أو ختموا بہ علی قرأۃ الفتح لانہ اسم آلۃ لما یفعل بہ (کالطابع لما یطبع بہ والقالب) وان سمان مآل معناہ الآخر ایضاً شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۷۵

یعنی مفسّر بیضاوی کا أو ختموا بہ کہنا لفظ خاتم کی قرأۃ زبر والی کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ (لفظ خاتَم) اسم آلہ ہے اس چیز پر بولا جاتا ہے جس کے معنی مُہر لگانے والی چیز کے ہیں جیسے طابَع وقالَب ہے گو انجام کار تاویل کے لحاظ سے اس کے معنی آخر کے بھی ہے ؛

(۳) والخاتَمُ اسم آلۃ لما یُختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النّبیّن الذی خُتم النّبیّون بہ ومآلہ آخر النّبیّن (رُوح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۵۹) یعنی خاتم اسم آلہ ہے اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ مُہر لگائی جائے جیسے طابع اس کو کہتے ہیں جسکے ساتھ طبع کیا جائے. پس خاتم النبیین کے یہ معنی ہوئے کہ وہ شخص جسکے ذریعہ نبیوں پر مُہر تصدیق ثبت کی گئی اور انجام کار تاویل اس کی یہ ہے کہ آخر النّبیین ؛

Digitized by Khilafat Library

ان تین مفسّروں (جو علماء ظواہر میں سے ہیں اور مستند مانے جاتے ہیں) کے قول سے معلوم ہو گیا کہ خاتم کے معنی "آخری" والے تاویلی اور لازم معنی ہیں نہ حقیقی اور اصلی معنی ؛

جواب ع۶ :۔ گو مندرجہ بالا بیان سے خاتم النّبیین کے معانی پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے تاہم ایک ایسے شخص کو جو کم غور کرنے والا ہے اور اندھی تقلید کا عادی ہے اس امر کا کھٹکا پھر بھی رہیگا کہ لُغت والوں نے خاتم کے معنی آخر کیوں کئے ؟ گو اس کے لئے جواب پنجم کے ضمن میں جن ائمہ کا قول مندرج ہُوا خاص طور پر قابل توجّہ ہے۔ کہ جیسے اِن ائمہ نے خاتم کے معنی آخری کئے مگر صداقت بھری نیّت کی وجہ سے اقرار کر دیا کہ یہ معنی تاویلی ہیں نہ اصلی و حقیقی۔ تو اسی طرح اُن ائمہ لُغت نے بھی اپنے عقیدہ کی رُو سے تاویلی معنی اپنی کُتب میں لکھدیئے ہونگے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ وزنی بات ائمہ لُغت کے معانی پر غور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ہے :۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ لُغت والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو ڈکشنری کے طور پر کوئی کتاب لکھتے ہیں جس میں کسی زبان کے مشکل الفاظ کے معانی بیان کئے جاتے ہیں۔ اگر وہ کتاب بڑی ہے تو اُس میں زیادہ تفصیل ہو گی اور کتاب چھوٹی ہے تو کم تفصیل ہو گی۔ پھر ایسی ہی کتابوں میں سے بعض بڑی کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن میں کسی لفظ کے معانی بیان کرتے وقت اُس معنی کی دلیل کے طور پر کوئی

محاورۂ زبان بھی پیش کیا جاتا ہے خواہ محاورہ وہ نثر میں ہو یا نظم میں۔ دوسرے لُغت والے وہ لوگ ہیں جو اہل زبان ہیں جن کا کلام مستند ہے خواہ وہ نثر میں کلام کریں خواہ نظم میں۔ عرب میں دونو قسم کے لوگ تھے۔ ضروب الامثال والے اور منظوم کلام والے بھی گو منظوم کلام والوں کی کثرت تھی مگر ضروب الامثال و محاورات والے بھی کچھ کم نہ تھے۔ پہلی قسم کے لوگ یعنی کتابیں لکھنے والے جو قرآن کریم کے نزول کے بعد ہوئے ہیں انہوں نے اپنی کتابیں لکھتے وقت ان دوسری قسم کے لوگوں کی کلام سے بطور دلیل کوئی محاورہ یا شعر۔ یا مصرعہ وغیرہ ضرور نقل کیا ہے۔ کیونکہ وہ دوسری قسم کے لوگ اپنی زبان کے لحاظ سے مستند سمجھے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کے نزول کے بعد بھی اسلام میں ایسے مستند لوگ ہوئے ہیں جن کی کلام سے بلحاظ ان کے اہل زبان اور ماہر زبان اور ادیب و فاضل ہونے کے بھی استدلال کیا جاتا ہے یہ خصوصیت اور زبان دانوں کی تقسیم صرف عربی سے مخصوص نہیں بلکہ ایسے مستند ماہر ہر زبان میں ہوئے ہیں جن کا پایہ زبان دانوں میں بہت بلند ہوا اور وہ ماہر ہونے کی وجہ سے مستند سمجھے جاتے ہیں۔ اور ہر زبان میں یہ اصل رائج ہے۔ کہ جب کسی کلام میں اختلاف ہوا۔ تو کسی ماہر زبان سے پوچھ لیا گیا جیسے رتھ کے متعلق "غالب" سے پوچھ لیا گیا۔ یا پھر اگر ایسا ماہر و مستند اہل زبان موجود نہیں تو اس کے مشہور کلام سے تحقیق کی گئی۔ کہ اس نے کیا معنی مراد لئے ہیں۔ چنانچہ اسی اصل رائج کی بنا پر جب خاتَم النّبیّن کی تحقیقات کی جاتی ہے۔ تو روز روشن کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خاتَم کا لفظ جبکہ تا کی زبر کے ساتھ ہو اس کے معنی "آخر" یا "ختم کرنے والے" کے نہیں ہیں کیونکہ نہ تو کسی ڈکشنری والے نے یہ معنی کرتے وقت کوئی محاورہ پیش کیا ہے اور نہ کسی مستند اہل زبان کا ایسا محاورہ ہی ملتا ہے جس سے "آخری" یا "ختم کرنے والے" معنی صحیح قرار پائیں ؛

نہ صرف اسی پر بس ہے۔ کہ خاتَم بفتح تا کے معنی "آخری" یا "ختم کرنے والا" کی کوئی سند ہی نہیں ملتی بلکہ اس سے زیادہ تر یہ بات بھی ہے۔ کہ اس کے برعکس دوسرے معنی کی تائید یعنی اعلیٰ و افضل یعنی بے نظیر و بے مثل کے معنوں کی تائید۔ نہ صرف پُرانے اہل زبان کے محاورات سے ہوتی ہے بلکہ بعد کے اہل زبان کے محاورات سے بھی ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تر قابل تعجّب یہ بات ہے کہ خود ہمارے مخالفین کے محاورات سے بھی انہی معنی کی تائید ہوتی ہے جو احمدی جماعت بیان کرتی ہے۔ ذیل میں چند حوالجات ایسے دئے جاتے ہیں

جن سے مندرجہ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے:-

(۱) حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں:-

ختمہائے کانبیاء بگذاشتند ❊ آن بدین احمدی برداشتند
قفلہائے ناگشادہ ماندہ بود ❊ از کفِ اِنّا فتحنا برکشود
بازگشتہ از دمِ اُو ہر دو باب ❊ در دو عالم دعوتِ اُو مستجاب
بہرِ این خاتم شد است او کہ بجود ❊ مثلِ اُو نے بود نے خواہند بود
چونکہ در صنعت بَرد استاد دست ❊ نے تو گوئی ختمِ صنعت بر تو ہست

(مثنوی دفتر ۶ باب ۲ آخر)

Digitized by Khilafat Library

مولانا رومؒ نے نہ صرف خاتم کے معنی مثلِ اُو نے بود نے خواہند بود کر دئے بلکہ اس معنی کی معقولیّت ذہن نشین کرنے کیلئے عرفِ عام کا محاورہ بطور دلیل درج کر دیا کہ اے مخاطب جب ایک کاریگر کسی صنعت میں اعلیٰ کمال حاصل کر لیتا ہے تو کیا تُو اُس کاریگر کے متعلق یہ نہیں کہدیا کرتا کہ گویا تجھ پر یہ صنعت ختم ہو گئی۔ تو کیا واقعی اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ آئندہ کوئی کاریگر نہ ہو گا یا کہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ ویسا اعلیٰ کاریگر اور کوئی نہیں ہے؟

(۲) ایک شاعر اپنے استاد کی وفات پر اس کے مرثیہ میں کہتا ہے:-

فجع القریض بخاتم الشعراء ❊ وغدیر روضتھا حبیب الطائی

(وفیات الاعیان لابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۱۲۳ مصری)

یعنی اشعار کو تکلیف پہنچائی گئی خاتم الشعراء کی وفات سے جو شعر اور شعراء کے باغ کے لئے بمنزلہ تالاب تھا۔ گویا اس تالاب سے ان کو پانی پہنچتا تھا ❊

اس شعر میں ابو تمام شاعر کو خاتم الشعراء کہا گیا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے؟ کہ آئندہ کوئی شاعر نہ ہو گا۔ بلکہ بلحاظ شعر کے اس شخص کو اعلیٰ و افضل و یگانہ قرار دینا مقصود ہے ❊

(۳) متنبّی مشہور اہل زبان شاعر اپنے ممدوح کے بارے میں کہتا ہے:-

لا تطلبنّ کریمًا بعد رؤیتہٖ ❊ انّ الکرام باسخاھم یدًا خُتِموا (دیوان متنبی)

یعنی اے مخاطب تُو ممدوح کو دیکھ لینے کے بعد کسی دوسرے کریم و سخی انسان کی تلاش نہ کر کیونکہ تمام کریم و سخی لوگ اپنے سے زیادہ سخی (اس ممدوح) کی وجہ سے ختم کئے گئے ہیں یعنی یہ ممدوح گویا خاتم الاسخیاء ہے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کیا عربی زبان کی رُو سے متنبّی کے اس قول کا یہ

مطلب لیا جائیگا۔ کہ اس ممدوح کے بعد دنیا میں کوئی سخی نہیں ہُوا یا یہ مفہوم ہے۔ کہ وہ اس زمانے میں یا قریب و بعید کے زمانے میں متنبی اور سامعین کی نظروں میں تمام سخیوں سے اعلیٰ و افضل اور یکتا تھا ؛

Digitized by Khilafat Library

(۴) بالکل انہی معنوں میں حضرت سیّد عبد القادر جیلانی غوث اعظم رحمۃ اللہ اپنے مرید کے راہ سلوک میں ترقی کرتے جانے پر ایک مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ یك تختم الولایۃ (فتوح الغیب مقالہ ۴) یعنی اے مرید تو راہ سلوک میں فانی عن الارادہ ہو جانے کے بعد ایسا ہو جائیگا کہ تجھ پر گویا ولایت ختم ہو گئی۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اے مرید تیرے بعد کوئی اور ولی نہ ہوگا؟ یا یہ مفہوم ہے کہ تو اپنے ہمعصروں میں فقید المثال اور بے نظیر ہوگا ؛

(۵) خاتم لفظ کو جمع مذکر سالم یا دوسرے کسی جمع کے لفظ کی مضاف کرنے سے اس جمع کے افراد میں سے اُس موصوف کو جسکے لئے خاتم کا لفظ لایا گیا ہے اعلیٰ قرار دینے کا محاورہ اس قدر وسیع ہے۔ کہ ملّت اسلامیہ میں کئی سو سال قبل سے ہمارے موجودہ مخالفین کی کتب میں خاتم لفظ کے مندرجہ ذیل استعمالات بالخصوص قابل توجہ ہیں مثلاً :۔

(الف) منہاج السنّۃ کتاب کے شروع ٹائیٹل پر امام ابن تیمیہ کو خاتمۃ المجتہدین کہا گیا غور کا مقام ہے کہ کیا یہ اس لئے کہا گیا کہ امام ابن تیمیہ کے بعد کوئی دوسرا انسان مجتہد نہ ہوگا ؛

(ب) عجالہ نافعہ کے ٹائیٹل پیج پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی کو خاتم المحدّثین لکھا ہُوا ہے کیا یہ اس لئے لکھا گیا کہ آپ کے بعد کوئی محدّث نہ ہوگا ؛

(ج) مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی نے جو شیخ الہند کے لقب سے ملقّب ہیں۔ اپنے اُستاد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا مرثیہ لکھا تو اس کے ٹائیٹل پیج پر انہیں خاتم الاولیاء و المحدّثین لکھا گیا کیا اس خاتم لفظ کا بھی یہ مطلب ہے۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کے بعد کوئی محدّث نہ ہوگا؟ اگر خاتم النبیین کے مزعومہ معنی کی بنا پر ان مولوی رشید احمد صاحب کو کوئی شخص آخری محدّث کہدے۔ تو پہلے اُسے یہ ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی کے خاتم المحدّثین کے بعد مولوی رشید احمد صاحب محدّث کیسے ہو گئے چہ جائیکہ وہ خود خاتم المحدّثین کہلائیں ؛

(د) پھر لطف یہ ہے کہ انہی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی کو صدر جمیعۃ العلماء مفتی الہند مولوی کفایت اللہ صاحب شاہجہانپوری نے القاسم ؁۱۱ جلد ۲ ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۳۰ ہجری میں

ٹائیٹل پیج کے اندرون آخری صفحہ پر خاتم المحدّثین لکھا ہے ۔

(۶) خاتم کا محاورہ دوسری زبانوں میں بھی جاری و ساری ہو گیا ہے۔ مثلاً

(الف) انوری شاعر نے کہا ہے:۔

مادر گیتی نہ زادہ زیر چرخ چنبری ۔ بادشاہے چوں غیاث الدّین گدا چوں انوری
بر تو سلطانیت ختم و بر من مسکین سخن ۔ چوں شجاعت بر علیؓ بر مصطفےٰؐ پیغمبری

(ب) مولوی حسرت موہانی بھی ختم کے لفظ کو فقید المثال یا بے نظیر کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں مثلاً

۱؎ اس نازنیں پہ ختم ہیں سب شیوہائے ناز ۔ جس کو بنا کے خود بھی ہے نازاں خدائے ناز
۲؎ ختم تھا جس پر کبھی انداز حسن و دلبری ۔ آہ اب لاؤں کہاں سے وہ نگاہ التفات

(ج) مشہور ادیب "حمید" صاحب اپنی کتاب "کائنات ادب" صـ ۳۱۵ میں لکھتے ہیں:۔
غرض کہ میر انیس مدّاح آل رسول ہونے کی حیثیت سے شاعری میں وہ ناموری و عظمت حاصل کر چکے ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی گویا قدرت نے مرثیہ گوئی کا ان پر خاتمہ کر دیا اور خاتم الکلام کا لقب عطا کیا"

Digitized by Khilafat Library

پس خاتم لفظ کے معنی جبکہ وہ کسی جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو یا کسی شخص کیلئے بطور مدح استعمال ہوا ہو نہ صرف عربی محاورات میں ہی فقید المثال اور بے نظیر کے ہوتے ہیں بلکہ فارسی اور اردو میں بھی اسی معنی کی اسناد ملتی ہیں اور ہمارے مخالفین کے کلام میں بھی یہی محاورہ شائع و متعارف ہے لیکن اس کے برعکس خاتم بمعنی ختم کرنے والا یا آخری کی ایک مثال بھی باوجود بارہا مطالبہ کئے جانے کے ہمارے مخالفین نہ پیش کر سکے ہیں نہ کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسا محاورہ ہی نہیں ہے اگر کوئی محاورہ ہوتا تو لغت کی کتابیں لکھنے والے اس اپنے اعتقادی معنی کی تائید میں ضرور کوئی مثال کلام عرب سے بطور سند پیش کرتے ۔

پس غیر احمدی زعماء کے مسئلہ ختم نبوت پر ایک اہم اعتراض کے جواب میں منجملہ چھ باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر احمدی زعماء نے خاتم النبیین الفاظ کے جو معنی کئے ہیں۔ اوّل ان کی تائید قرآن کریم سے نہیں ہوتی بلکہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات صریحاً اُن معنی کی مخالفت اور احمدی جماعت کے بیان کردہ معانی کی تائید کرتی ہیں۔ دوئم وہ تمام احادیث جن میں آئندہ

(باقی دیکھو ٹائیٹل پیج شروع کے اندرون صفحہ ۲ پر)

ریویو آف ریلیجنز اردو - قادیان دارالامان۔ سنہ ۱۹۳۸ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

ڈابر (ڈاکٹر ایس کے برمن) لمیٹڈ

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس ۵۵۴ کلکتہ

پچاس برس سے زیادہ کا مشہور و لاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا وسیع ہندوستانی کارخانہ

STAR TRADE MARK (REGD)

موسم گرما آگیا

Digitized by Khilafat Library

پودن ہرا (Regd)

(عرق پودینہ)

یہ بدہضمی - ریاح اور بچوں کے پیٹ پھولنے میں بے حد مفید ہے۔

یہ پودینے کی ہری پتیوں سے طیار کیا گیا ہے

پیٹ پھولنا پیٹ میں درد ہونا۔ جی متلانا کھٹی ڈکار آنا۔ بھوک کی کمی وغیرہ ریاحی فساد اس سے جلد رفع ہوتے ہیں۔

بازاری دوسرے عرق پودینہ سے "پودن ہرا" کہیں زیادہ مفید ہے۔

اس گرمی کے موسم میں اس کی ایک شیشی ضرور پاس رکھئے۔

نوٹ ہر جگہ ہمارے ایجنٹوں سے اور دواخانوں میں ملتی ہے دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

پنجاب کے خاص خاص شہروں میں سول ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا